ماہنامہ انصار اللہ ربوہ



محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب صدر مجلس مشاورت ۱۹۹۴ء میں مجالس کی حسنِ کارکردگی ۱۹۹۳ء میں مجلس انصار اللہ
ربوہ کے اوّل آنے پر محترم مولوی محمد صدیق صاحب گورداسپوری زعیم اعلیٰ کو علمِ انعامی عطا فرما رہے ہیں

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

اگست
۱۹۹۴ء

فارسی منظوم کلام

در دلم جوشد ثنائے سرورے　　آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

میرے دل میں اُس سردار کی تعریف جوش مار رہی ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتا

آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل　　آنکہ رُوحش واصلِ آں دلبرے

وہ جس کی جان خدائے ازلی کی عاشق ہے وہ جس کی رُوح اُس دلبر میں واصل ہے

آنکہ مجذوبِ عناياتِ حق ست　　ہمچو طفلے پروریدہ دربرے

وہ جو خدا کی مہربانیوں سے اُس کی طرف کھینچا گیا ہے اور خدا کی گود میں ایک بچّہ کی مانند پلا ہے

آنکہ در برّ و کرم بحرِ عظیم　　آنکہ در لُطفِ اتم یکتا دُرے

وہ جو نیکی اور بزرگی میں ایک بحرِ عظیم ہے اور کمال لُطف میں ایک نایاب موتی ہے

آنکہ در جُود و سخا ابرِ بہار　　آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

وہ جو بخشش اور سخاوت میں ابرِ بہار ہے اور فیض و عطا میں ایک سورج ہے

آں رحیم و رحمِ حق را آیتے　　آں کریم و جُودِ حق را مظہرے

وہ رحیم ہے اور رحمتِ حق کا نشان ہے وہ کریم ہے اور بخششِ خداوندی کا مظہر ہے

آں رُخِ فرخ کہ یک دیدارِ اُو　　زشت رُو را میکند خوش منظرے

اُس کا مبارک چہرہ ایسا ہے کہ اس کا دیدار بدصورت کو خوبصورت بنا دیتا ہے

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید　　کس ندیدہ در جہاں از مادرے

وہ مہربانیاں جو مخلوق نے اُس سے دیکھیں وہ کسی نے اپنی ماں سے بھی نہیں پائیں

(درثمین فارسی مترجم صـ ۱۲-۱۳)

دنیا میں کوئی مذہب عبادت کے تصوّر کے بغیر رہ نہیں سکتا

— عبادت کی تعلیم میں اتنی وسعت ہے کہ اس کا کسی دوسرے مذہب کے ہاں تصور ہی نہیں ملتا —
— حُسنِ خلق، حُسنِ سیرت اور حُسنِ کردار ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حد تک چھوا ہے —
خدا کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی وہ آخری جماعت ثابت ہوں جو آپؐ کے قدموں کے ساتھ وابستہ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو

ناروے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ بتاریخ ۱۸ احسان ۱۳۷۲ ہش جون ۱۹۹۳ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ آخری مذہب ہے بلکہ کامل ہے اور کامل ہونے کی وجہ سے آخری ہے ورنہ اپنی ذات میں محض آخری ہونا تو کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ایک انسان جو سب سے آخر پر مرے گا وہ انسانوں میں سے آخری ہوگا لیکن فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اشرار الناس پر آئے گی یعنی ان لوگوں پر جو سب سے زیادہ شریر ہونگے تو لازماً آخری مرنے والا شریر ترین انسان ہوگا اور اس کے باوجود وہ آخری کہلائے گا۔ پس قرآن کریم کا یہ حُسن ہے کہ محض آخری ہونے کا دعویدار نہیں ہے بلکہ اس بناء پر آخری ہونے کا دعویدار ہے کہ یہ سب سے زیادہ کامل ہے۔ اگر حُسن میں کوئی آخری ہو، درجۂ کمال میں کوئی چیز آخری ہو تو وہ آخر ہونا کوئی معنی رکھتا ہے کہ اس نوع میں، اس قسم میں اس سے بہتر اور کوئی چیز پیدا نہ ہو سکے۔ پس اسلام اگر کامل ہے تو لازماً اس نے آخری ہونا ہے۔ کیونکہ کامل کے بعد اور کسی چیز کا تصوّر نہیں ہو سکتا۔ جو چیز درجۂ کمال کو پہنچ جائے اس سے نہ کچھ کم ہو سکتا ہے نہ اس میں کچھ زیادہ ہو سکتا ہے۔ جیسے کوئی پیالہ لبالب بھر جائے اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ اضافہ کیا جا سکے نہ اس میں سے نکالا جا سکے۔ کیونکہ جب نکالتے ہیں تو پھر اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ لبالب بھرا ہوا ہے۔ پس اسلام ایک ایسا کامل مذہب ہے جو حُسن سے لبالب بھر چکا ہے۔ اور چونکہ اس کے حُسن میں اضافہ نہیں ہو سکتا اس لئے یہ آخری ہے۔ اس دعویٰ کو جب ہم دنیا کے دوسرے مذاہب کے ساتھ پرکھتے ہیں تو ہر اس شعبہ میں جس میں مذہب تعلیم دیتا

ہے اسلام کی تعلیم زیادہ خوبصورت، کامل بلکہ اکمل دکھائی دیتی ہے۔ زندگی کا کوئی ایک بھی شعبہ ایسا نہیں جس میں انسان کو دلچسپی ہو یا انسان کے لئے دلچسپی ہونی چاہیئے اور اس شعبہ میں قرآن کی تعلیم باقی تمام مذاہب کی تعلیم سے زیادہ حسین تر اور مناسب تر نہ ہو۔

اب لفظ عبادت کا استعمال ہو رہا ہے۔ ہر مذہب کے ساتھ عبادت کا تعلق ہے۔ دنیا میں کوئی مذہب عبادت کے تصوّر کے بغیر رہ نہیں سکتا لیکن مَیں نے اس پہلو سے دنیا کے مذاہب کا مقابلہ کر کے دیکھا اور یہ جائزہ لیا کہ عبادت کے مضمون میں کس کس مذہب نے کیا کچھ بیان کیا ہے۔ تو آپ جب اسلام کے ساتھ یہ موازنہ کر کے دیکھتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ سارے مذاہب جیسے ازمنۂ گذشتہ کی چیزیں ہیں جن کا زمانۂ حال سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں رہتا جیسے EVOLUTION میں پیچھے رہ جانے والے کوئی جانور ہوں اور ان کا انسان سے مقابلہ کیا جا رہا ہو۔ اسلام کی عبادت کی تعلیم میں اتنی وسعت ہے کہ اس کا کسی دوسرے مذہب کے ہاں تصوّر ہی نہیں ملتا۔ مثلاً ہندو مذہب کا مطالعہ کر لیجئے۔ بُدھ ازم کا مطالعہ کر لیجئے۔ یہودیت کا کر لیجئے۔ عیسائیت کا کر لیجئے۔ ہر جگہ آپ کو عبادت کا مضمون تو ملے گا مگر یہ دکھائی نہیں دے گا کہ مختلف حالات میں عبادت کو کیا رنگ اختیار کرنا چاہیئے۔ مجبوری کی عبادت کا کوئی ذکر نہیں ملے گا۔ بیمار کی عبادت کا کوئی ذکر نہیں ملے گا۔ مسافر کی عبادت کا کوئی ذکر نہیں ملے گا۔ ایسے بیمار کی عبادت کا ذکر نہیں ملے گا جو لیٹا ہوُا ہو اور اُٹھ بھی نہ سکتا ہو۔ ایسے بیمار کی عبادت کا کوئی ذکر نہیں ملے گا جو منہ سے بول نہ سکتا ہو، اُنگلی تک نہ ہلا سکتا ہو تو اس کو کیا کرنا چاہیئے۔

عبادت کے ضمن میں آپ کو پاکیزگی کا تصوّر تو ملے گا لیکن یہ پتہ نہیں چلے گا کہ اگر پانی میسّر نہ ہو تو کیا کرنا ہے۔ پاکیزگی کا ذکر ملے گا تو پاکیزگی کی قسمیں موجود نہیں ہونگی۔ یہ نہیں پتہ چلے گا کہ پاکیزگی کتنی قسموں کی ہے۔ کس حد تک انسان ادنیٰ حالت میں پاکیزگی اختیار کر کے عبادت کے لائق ہو سکتا ہے۔ پھر درجہ بدرجہ پاکیزگی کتنا ترقی کرتی ہے۔ تیمّم سے لے کر یا خشک ڈھیلوں کے استعمال سے لے کر غسل تک پاکیزگی کے جو تمام مختلف مراحل ہیں ان سب کا قرآن کریم میں یا سُنّت میں یا احادیث میں بیان موجود ہے۔ پھر مَرد کی پاکیزگی اور عورت کی پاکیزگی، مختلف حالتوں کی پاکیزگی۔ کنواروں کی پاکیزگی اور شادی شدہ لوگوں کی پاکیزگی کے مسائل ہیں۔ ایک عبادت کے تعلق میں آپ مختلف لوازمات پر نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ تمام مذاہب پر نگاہ ڈالیں۔ آپ کو ان کی تعلیم میں اسلام کا کوئی عُشرِ عشیر بھی دکھائی نہیں دے گا۔ وہ مضمون ہی موجود نہیں ہیں۔ ایک آدمی بیمار

ہو جائے تو کیا کرے ۔ ایک آدمی کو گرجا یا مندر یا کلیسا میسّر نہ ہو تو اُسے کیا کرنا چاہئیے ۔ اسلام کی تعلیم اتنی وسیع ہے اور اتنی عظیم الشان ہے کہ حضر اور سفر کے تمام معاملات کے ہر پہلو پر نظر رکھتی ہے اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ اگر مسجد میسّر نہ آئے تو تم کیا کرو ۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو غیر معمولی شرف عطا فرمائے ان کا آپ نے بارہا مختلف وقتوں میں ذکر فرمایا ۔ ان میں سے ایک شرف آپ نے یہ بتایا کہ خدا تعالیٰ نے میرے لئے اور میری اُمّت کے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا ہے کوئی ایک بھی انسان نہیں ہے جو اس کائنات میں اب مسجد سے محروم رہ جائے ۔ اب ہم جو یہاں ناروے کی سرزمین پر ایک خوبصورت نالے کے قریب یا کیمپ میں بیٹھے جمعہ پڑھ رہے ہیں تو اس کی سند کیا ہے ۔ وہی سند ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے ۔ ورنہ دوسرے مذاہب میں تو اس کا کوئی ذکر، کوئی اشارہ تک آپ کو دکھائی نہیں دے گا ۔ سفر میں عبادت کرنے کا ہی کوئی تصوّر نہیں کجا یہ کہ ہر زمین تمہارے لئے خدا کے حکم سے (عبادت گاہ) بنا دی گئی ہے ۔ اب یہ .... ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین کے چپّے چپّے پر بنا رکھی ہے اور جہاں کہیں بھی اجتماعی عبادت کا وقت آئے گا وہیں (اس کا) تصوّر پیدا ہوگا وہیں ہم سب مل کر اجتماعی عبادت کر سکتے ہیں ۔ پھر اجتماعی عبادت اور انفرادی عبادت کے فرق جس تفصیل سے (دینِ حق) نے بیان فرمائے ہیں ان کا کوئی ذکر اذکار کسی اور مذہب میں دکھائی نہیں دیتا اور حیرت انگیز تفصیل سے مختلف امکانات پر بحث فرمائی گئی ہے ۔ مثلاً جہاں نماز باجماعت پر زور ہے وہاں یہ سوال کہ اگر باجماعت نماز پڑھنی ہے تو نمازی کہاں سے لاؤ گے، کیونکہ زمین کا چپّہ چپّہ (عبادت گاہ) بنا دیا گیا اس لئے (عبادت گاہ) تو بن گئی ۔ پھر نمازی کہاں سے اکٹھے کرو گے؟ یہ سوال ہے جو پیدا ہوتا ہے ۔ یہ سوال بھی اٹھایا گیا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جب نماز باجماعت پر زور دیا تو ایک بدوی نے جو گڈریا تھا، بھیڑیں چراتا تھا اور اس صورت میں اکثر اس کو دنوں جنگل میں وقت کاٹنا پڑتا تھا کہ دُور نزدیک کوئی اور انسان دکھائی نہیں دیتا تھا ۔ اس کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ میں بھی باجماعت نماز پڑھوں ۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں کیا کر سکتا ہوں ۔ میرے لئے کیا حکم ہے؟ بارہا جنگل میں دُور بیابان میں مجھے نماز کا وقت آجاتا ہے اور مجھے دُور نزدیک کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

نے فرمایا: ہاں تمہاری بھی باجماعت نماز ہو سکتی ہے ۔ تم اذان دو اور اذان کی آواز سن کر اگر دُور سے جاتا ہُوا کوئی مسافر تمہارے پاس آجائے تو سمجھو کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری نماز باجماعت کرنے کے لئے ایک ساتھی بھیج دیا ہے اور اگر تمہاری اذان کے باوجود کوئی نہ آئے تب بھی تم تکبیر کہہ کر امامت کراؤ اور خدا آسمان سے فرشتے اتارے گا ۔ وہ تمہارے ساتھ شامل ہوں گے اور تمہاری نماز باجماعت ہو جائے گی ۔ اس سے زیادہ کامل تعلیم دنیا میں متصوّر ہو ہی نہیں سکتی ۔ تصوّر کو دنیا کے سب امکانی گوشوں میں دَوڑا کر دیکھ لیجئے ۔ اپنے تخیل کی پرواز کو امکان کا ہر پہلو دکھا دیجئے اور آپ کا تصوّر اُڑتے ہوئے ہر طرف امکان کی دنیا میں پَر مارے اور تلاش کرے کہ کوئی ایسی جگہ ہو جس جگہ ------- نظر نہ پہنچی ہو تو وہ نظر تھکی ہوئی واپس لوٹ آئے گی مگر دیکھے گی کہ ------ نظر ہر مقام پہ پہنچی ہوئی ہے ۔ اسی لئے یہ مذہب کامل ہے اور کامل ہونے کی وجہ سے ہر زمانے کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے ہے ۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو خدا تعالیٰ کی کامل تخلیق کے رنگ میں اس نظام کی مثال کے طور پر قرآن کریم بیان فرماتا ہے ۔ جو دنیا میں خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے ۔ فرماتا ہے تُو اپنی نظر کو دَوڑا کر دیکھ

فَارْجِعِ الْبَصَرَ لا هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○

(سورۃ الملک : آیات ۴-۵)

تم فطور دیکھنے کے لئے اپنی نظر کو دوڑاؤ ۔ زمین و آسمان پر نگاہ ڈالو ۔ کوشش کرو کہ ایک چھوٹا سا نقطہ بھی کوئی ایسا دکھائی دے جہاں کوئی خلا رہ گیا ہو ۔ جہاں تخلیق میں کوئی ادنیٰ سی بھی کمزوری پائی جاتی ہو ۔ فرمایا: تم ایسا نہیں کر سکو گے ۔ پھر فرمایا کہ پھر دوبارہ نظر دوڑاؤ ۔ ایک دفعہ پھر کوشش کر لو

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○

(سورۃ الملک : آیت ۵)

تیری طرف نظر تھکی ہاری واپس لوٹ آئے گی اور اُسے کوئی کمزوری ، کوئی خلا دکھائی نہیں دے گا ۔

اس مضمون کا تعلق صرف ظاہری کائنات سے نہیں ہے بلکہ اس کامل روحانی کائنات

سے بھی ہے جو حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر۔۔۔۔۔۔۔ نازل فرمائی گئی۔ جو قرآن کے ذریعہ ہمارے سامنے پیش فرمائی گئی۔ اس روحانی کائنات پر بھی بعینہٖ یہی مضمون صادق آتا ہے۔ پس آج ہم اس سفر میں گواہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر امکانی ضرورت کا چودہ سو سال پہلے سے خیال رکھا تھا اور ہم اس بات میں ایک ادنیٰ سا بھی تردّد محسوس نہیں کر رہے۔ کہ جمعہ کا وقت آگیا ہے۔ کیسے جمعہ پڑھیں۔ کہاں (عبادت گاہ) کی تلاش کریں۔ پانی پوری طرح میسّر نہ آئے تو کیا کیا جائے۔ ہر امکان کو پہلے سے پوری طرح پیش نظر رکھ کر (دین) نے اس کی ضروریات کو پورا فرما رکھا ہے۔ اس کو کامل مذہب کہتے ہیں۔ اسی کا نام آخری مذہب ہے۔ کوئی آخری قابلِ تعریف نہیں جب تک وہ کامل نہ ہو۔ اور انہی معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم آخریت کے درجۂ کمال تک پہنچے۔ کیونکہ آپ حُسن و جمال میں درجۂ کمال تک پہنچ گئے تھے۔ اس لئے کہ حُسن میں آپ سے اوپر درجہ متصوّر نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے کہ حُسنِ خُلق میں اور حُسنِ سیرت میں اور حُسنِ کردار میں اس سے اوپر کا کوئی مضمون انسانی ذہن میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ آپ نے آخری حدوں کو چھوا ہے۔ اس لئے آپ آخری ٹھہرائے گئے اور ان معنوں میں ہی آخری ہونا قابلِ تعریف ہے۔ خدا کرے کہ ہم ان معنوں میں حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امّت کا وہ آخری حصّہ بن جائیں جن کو آخرین کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آخرین کی ایک یہ تعریف فرمائی ہے کہ یاد رکھو کہ تم خدا تعالیٰ کی وہ آخری جماعت ہو جس نے یہ یہ عظیم الشان کام کرنے ہیں۔ یہاں زمانے کے لحاظ سے آخری ہونا نہ پیشِ نظر تھا نہ کوئی معنی رکھتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ تم وہ آخری جماعت ہو جس نے بنی نوع انسان کو اپنے مراتب اور اپنے کمالات کے لحاظ سے آخری مقام تک پہنچانا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی آخریت کی غلامی کا حق ادا کرو گے۔ اگر اس میں ناکام رہے تو حضرت محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو پہلے بھی آخر تھے اور آخر تک آخر ہی رہیں گے مگر ہمیں پوری طرح آپ کی غلامی کی طرف منسوب ہونے کا ویسا حق میسّر نہیں آئے گا۔ خدا کرے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ہم اللہ تعالیٰ کی وہ آخری جماعت ثابت ہوں جو آخری نبی کی شایانِ شان بنے۔ آپ کے قدموں کے ساتھ وابستہ ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

درس الحدیث

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ مبارک

شمائل ترمذی میں سردارِ دوجہاں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ مبارک راوی نے نہایت دلکش اور خوبصورت انداز میں اس طرح پر بیان کیا ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِيْمَ الْهَامَةِ رَجِلَ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهٗ فَرَقَ وَاِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ اِذَا هُوَ وَفَرَهٗ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ اَقْنَى الْعِرْنِيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ يَحْسَبُهٗ مَنْ لَمْ يَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ كَثَّ اللِّحْيَةِ سَهْلَ الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعَ الْفَمِ مُفْلَجَ الْاَسْنَانِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ كَاَنَّ عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ سَوَاءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ عَرِيْضَ الصَّدْرِ بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ اَنْوَرَ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلَ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِيْ كَالْخَطِّ عَارِيَ الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ اَشْعَرَ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَاَعَالِيَ الصَّدْرِ طَوِيْلَ الزَّنْدَيْنِ رَحْبَ الرَّاحَةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلَ الْاَطْرَافِ اَوْ قَالَ شَائِلَ الْاَطْرَافِ خَمْصَانَ الْاَخْمَصَيْنِ مَسِيْحَ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْ عَنْهُمَا الْمَاءُ اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْ تَكَفِّيًا وَيَمْشِيْ هَوْنًا ذَرِيْعَ الْمِشْيَةِ اِذَا مَشٰى كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضَ الطَّرْفِ نَظَرُهٗ اِلَى الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ نَظَرِهٖ اِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ يَبْدَءُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلَامِ۔ (باب فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارُعب اور وجیہہ شکل وصورت کے تھے۔ چہرہ مبارک یوں چمکتا تھا گویا چودھویں کا چاند۔ میانہ قد یعنی پستہ قامت سے دراز اور طویل القامت سے کسی قدر چھوٹا۔ سر بڑا۔

بال خم دار اور گھنے جو کانوں کی لَو تک پہنچتے تھے ۔ مانگ نمایاں، رنگ کھِلتا ہوُا سفید، پیشانی کشادہ، ابرو لمبے باریک اور بھرے ہوئے جو باہم ملے ہوئے نہیں تھے ۔ بلکہ درمیان میں سفید سی جگہ نظر آتی تھی جو غصہ کے وقت نمایاں ہو جاتی تھی ۔ ناک باریک جس پر نوُر جھلکتا تھا ۔ جو سرسری دیکھنے والے کو اُٹھی ہوئی نظر آتی تھی ۔ ریش مبارک گھنی، رخسار نرم اور ہموار، دہن کشادہ ۔ دانت ریخدار اور چمکیلے ۔ آنکھوں کے کوئے باریک ۔ گردن صراحی دار چاندی کی طرح شفاف جس پر سرخی جھلکتی تھی ۔ معتدل الخلق بدن کچھ فربہ ۔ لیکن بہت موزوں ۔ شکم و سینہ ہموار ۔ صدر چوڑا اور فراخ، جوڑ مضبوط اور بھرے ہوئے ۔ جلد چمکتی ہوئی نازک اور ملائم، چھاتی اور پیٹ بالوں سے صاف سوائے ایک باریک سی دھاری کے جو سینے سے ناف تک چلی گئی تھی ۔ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں اور کندھوں پر کچھ کچھ بال، پہنچے لمبے، ہتھیلیاں چوڑی اور گوشت سے بھری ہوئی، انگلیاں لمبی اور سڈول، پاؤں کے تلوے قدرے بھرے ہوئے، قدم نرم اور چکنے کہ پانی بھی ان پر سے پھسل جائے جب قدم اٹھاتے تو پوری طرح اٹھاتے ۔ رفتار باوقار لیکن کسی قدر تیز جیسے بلندی سے اتر رہے ہوں ۔ جب کسی کی طرف رُخ پھیرتے تو پورا رُخ پھیرتے ۔ نظر ہمیشہ نیچی رہتی ۔ یوں لگتا جیسے فضا کی نسبت زمین پر آپؐ کی نظر زیادہ پڑتی ہے ۔ آپؐ اکثر نیم وا آنکھوں سے دیکھتے ۔ اپنے صحابہؓ کے پیچھے پیچھے چلتے اور ان کا خیال رکھتے ۔ ہر ملنے والے کو سلام میں پہل فرماتے ۔

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں　　جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نورِ جبیں

اور اس پر وہ اخلاقِ اکمل تریں　　کہ دُشمن بھی کہنے لگے آفریں

زہے حُسنِ کامل زہے حُسنِ تام

عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ

وطن کی محبّت ایمان کا ایک جزو ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ...... کے خطبہ جمعہ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۷۱ء سے اہم اقتباس

"موجودہ حالات میں جبکہ پاکستان انتہائی دَور میں سے گزر رہا ہے اور ہماری بقاء ہم سے انتہائی قربانیوں کا مطالبہ کر رہی ہے ایسے وقت میں بعض لوگوں کا اس طرح گند اچھالنا اور اس رنگ میں اپنے اندرونہ کو ظاہر کرنا (ہم سمجھتے ہیں کہ) ہمارے ساتھ دشمنی نہیں بلکہ اپنے ملک کے ساتھ دشمنی ہے ......

ہمارے دلوں میں اپنے ملک کیلئے جو محبت ہے یہ وہی محبت ہے جس پر حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مُہر لگائی ہے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔ (موضوعات کبیر الامام ملا علی قاری صفحہ ۳۵ مطبوعہ محمدی پریس لاہور ۱۳۰۲ھ)

یعنی وطن کی محبت ایمان کا ایک جزو ہے یہ وہ صادق محبت ہے، یہ وہ گناہوں سے پاک محبت ہے۔ یہ وہ دُکھ دینے کے خیالات سے مطہّر محبت ہے، یہ وہ محبت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اقتداء اور آپؐ کے اس ارشاد کی تعمیل میں ہمارے دلوں میں پیدا کی گئی ہے اور یہی وہ محبّت ہے جو ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ اگر ہمیں اپنی جانیں بھی دینی پڑیں تو ہم دریغ نہیں کریں گے۔ لیکن اپنے ملک کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے۔ خواہ ہمیں ہر طرف سے بُرا بھلا ہی کیوں نہ کہا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ حقیر سی قربانیاں ہیں مگر انتہائی قربانی جو ہماری طاقت اور استعداد میں ہے وہ ہم نے پیش کرنی ہے۔ مثلاً جس شخص کی طاقت اور استعداد ایک اٹھنّی دیتی ہے اب اس کے متعلق دنیاداروں کی آنکھ تو یہ دیکھتی ہے کہ اٹھ آنے کی ایک حقیر سی قربانی اس نے پیش کر دی ہے مگر خدا تعالیٰ کی آنکھ اسے ایک اور زاویہ سے دیکھتی ہے، خدا تعالیٰ تو یہ دیکھتا ہے کہ اس نے اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق اپنی طرف سے انتہائی قربانی دے دی چنانچہ جب خدا تعالیٰ کے حضور پورے خلوص کے ساتھ اور نیک نیتّی کے ساتھ اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ انتہائی قربانی پیش کر دی جاتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے جلوے دکھاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرما لیتا ہے۔

آج ہمارا ملک ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اے میرے بچّو! اے کرۂ ارض کے اس حصّے میں رہنے والو! میری مضبوطی اور استحکام اور بقا کیلئے اپنی انتہائی قربانیاں پیش کرو۔ دنیا ہمیں جو مرضی کہتی رہے "حب الوطن من الایمان" کے ارشاد کے مطابق ہمیں آج اپنے ملک کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دے دینی چاہئیں۔ مگر یہ وہ انتہائی قربانیاں ہونی چاہئیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری اور محبوب بھی ہوں اور جن کے بعد اُس قدرتوں کے مالک اور صاحب عزّت خدا کے قادرانہ ہاتھ سے نتائج بھی نکلا کرتے ہیں۔"

نعت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ پہ قربان مری جان رسولِ عربیؐ
کیا ہی اُونچی ہے تری شان رسولِ عربیؐ

تجھ سا پیدا نہ ہُوا اور نہ ہوگا کوئی!
تیری یکتائی پہ قربان رسولِ عربیؐ

دُور سے دیکھا جسے چشمِ کلیم اللہ نے
تُو ہے وہ جلوۂ فاران رسولِ عربیؐ

ذاتِ واجب کے سوا فوق ترے کچھ بھی نہیں
غایتِ عالمِ امکان رسولِ عربیؐ

تیرے ہی جام سے ملتی ہے حیاتِ دائمؑ
ساقئ کوثرِ عرفان رسولِ عربیؐ

تیری آمد سے ہُوا رحمتِ باری کا نزول
تُو ہے وہ بندۂ رحمان رسولِ عربیؐ

تیرے ہی فیض سے موقوف ہُوا وادِ بنات
محسنِ طبقۂ نسوان رسولِ عربیؐ

یہ بھی اعجاز ہے تیرا کہ شتربانِ عرب
ہو گیا شاہِ جہاں بان رسولِ عربیؐ

مولانا ظفر محمد ظفر



گروپ فوٹو منتظمین کرام مجلس انصاراللہ ربوہ صدر صاحب مجلس انصاراللہ پاکستان کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ـــ عفو و درگذر

ـــ محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب طاہر - استاذ الجامعہ ـــ

؎ کیا ظلم کا عفو سے انتقام

اس عالم موجودات میں انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا۔ اسی اشرف المخلوقات میں نبی اُمّی، افصح العرب صلی اللہ علیہ وسلم، شاہِ دوجہاں ٹھہرے۔ نام نامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پایا۔ ہمیشہ اور سب سے زیادہ تعریف کے مستحق ٹھہرائے گئے۔

؎ محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہ کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

آپؐ نے اخلاق کو معراج بخشا یہاں تک کہ آپؐ اس میدان میں بھی نمونہ ٹھہرائے گئے۔ ایک ہی وجود دنیا میں آیا جو ہر انسان کا مقتدا ٹھہرایا گیا۔

آپؐ کے تمام اخلاق عین موقع و محل پر ظاہر ہوئے۔ ان اخلاق کریمانہ میں سے ایک اعلیٰ درجہ کا خُلق عفو و درگذر خصوصاً ظالموں اور گستاخی کرنے والوں کو معاف کر دینا تھا۔

آپؐ نے اپنی ساری زندگی خُلقِ عظیم کے مطابق صبر و رضا سے گذاری۔ اس کے باوجود اہلِ دنیا نے ہمیشہ کی طرح ظلم و زیادتی، استہزاء اور جسمانی و ذہنی تکالیف، جانی و مالی مصائب، بد عہدی اور دھوکے کا ارتکاب کیا۔ اور اس سے باز نہ آئے۔ اپنے اس محسن کے احسانات کو بار بار بھلایا مگر وہ وجود ایسا ثابت قدم نکلا کہ ہمیشہ عفو و درگذر کے میدان میں آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ ایک عالم اس بات کا قائل ہو گیا کہ میدانِ عفو و درگذر میں بھی یہ برگذیدہ یکتا نکلا۔

ہمارے سید و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر زندگی عفو و درگذر کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ ان تمام واقعات کو یہاں بیان کرنا تو مقصود نہیں۔ البتہ چند ایسے واقعات ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔

○

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ کے لئے سفر کیا۔ جب آنحضرتؐ واپس ہوئے تو وہ بھی ساتھ تھے۔ راستہ میں ایک درختوں والی وادی میں قیلولہ کا وقت ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر پڑاؤ کیا۔ لوگ چھاؤں کی تلاش میں اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار کو اسی درخت پر لٹکا دیا۔

ہم سب گہری نیند سو گئے۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا۔ (ہم حاضر ہوئے تو دیکھا) کہ آپ کے پاس ایک بدوی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس نے سونے کی حالت میں میرے پر تلوار سونتی تھی۔ جب میری آنکھ کھلی تو یہ اپنے ہاتھ میں تلوار سونتے ہوئے تھا۔ اور اس نے مجھے کہا تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟

مَیں نے تین مرتبہ کہا کہ "اللہ"

ایک اور روایت میں ہے کہ "اس پر اس نے تلوار نیچے کر لی اور اب یہ یہاں بیٹھا ہُوا ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ) آنحضرتؐ نے اس کو کوئی سزا نہ دی۔

(بخاری کتاب الجہاد باب من علق سیفہ بالشجر فی السفر عند القائلۃ)

○

حضرت جُبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپس تشریف لائے تو مَیں بھی اور دیگر لوگ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ بدوی لوگ آپؐ سے لپٹ لپٹ کر مانگنے لگے۔ یہاں تک کہ آپؐ کو ایک درخت کی طرف دھکیل دیا اور آپؐ کی چادر بھی چھین لی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میری چادر مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو مَیں وہ بھی تقسیم کر دیتا اور تم مجھے نہ تو بخیل پاتے نہ جھوٹا پاتے اور نہ ہی بزدل پاتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ اُس وقت آپؐ کے اوپر نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی (بدوی) نے اس چادر کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ آپؐ کے شانہ مبارک پر نشان پڑ گیا۔

پھر اس بدوی نے کہا کہ جو اللہ کا مال آپؐ کے پاس ہے اسی میں سے میرے لئے بھی حکم دیجئے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف مڑے اور مسکرا کر اسے مال دیئے جانے

کا ارشاد فرمایا۔ (بخاری کتاب الجہاد باب ماکان النبیؐ یعطی المولفۃ قلوبھم وغیرھم من الخمس ونحوہ)

○

مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ قریش نے اسلام کے بارہ میں سرد مہری کا مظاہرہ کیا تو آنحضرتؐ نے ان پر بد دعا کی جس کے نتیجہ میں ان پر قحط سالی آگئی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہونے لگے اور مردار اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔

چنانچہ ابوسفیان آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ صلہ رحمی کا حکم لے کر آئے ہیں۔ اب آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ پس آپؐ اللہ سے دعا کیجئے .... راوی منصور بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اس کے نتیجہ میں بارش ہوئی جو سات روز مسلسل جاری رہی۔

پھر لوگوں نے بارش کی کثرت کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے دعا کی کہ اے میرے اللہ ہمارے ارد گرد بارش ہو ہمارے اوپر بارش نہ ہو۔ پس آپؐ کے اوپر سے بادل چھٹ گئے اور ارد گرد (کے علاقوں) کے لوگ سیراب کئے گئے۔" (بخاری کتاب الاستسقاء باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط)

○

حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ اسامہ بن زید نے مجھے بتایا کہ آنحضرتؐ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس کا پالان فدک کا بنا ہوا تھا۔ اور اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ آپ سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے بنی الحارث بن خزرج یعنی قبیلہ سعد بن عبادہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ بدر سے پہلے کا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب آپؐ ایک مجلس کے پاس سے گزرے اس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست اور یہود سب ملے جلے بیٹھے تھے۔ اس میں عبداللہ بن ابی بھی تھا۔ اس وقت تک وہ مسلمان نہ ہوا تھا۔ اس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

جب اس مجلس پر گدھے کے چلنے سے اڑنے والا غبار پڑا تو عبداللہ بن ابی نے اپنا چہرہ ڈھانپا پھر کہا ہم پر غبار مت ڈالو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کہا اور پھر گدھے سے نیچے اتر کر انہیں دعوت الی اللہ دی اور ان کے سامنے قرآن پڑھا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا

اے شخص جو کچھ تو پیش کرتا ہے اس سے بہتر کوئی کلام نہیں ہے۔ اگر یہ سچ بھی ہو تو بھی تم ہمیں ہماری مجالس میں یہ کلام سنا کر تکلیف نہ دیا کرو۔ اپنی سواری کی طرف جاؤ اور جو شخص تمہارے پاس آئے اس

کو یہ باتیں بتانا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول آپ بار بار ہماری مجالس میں آیا کریں اور یہ کلام سُنایا کریں۔ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمان اور یہود و مشرکین ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خاموش کرواتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے۔ پھر آنحضرتؐ اپنے گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔" (بخاری کتاب التفسیر باب قولہ ولتسمعن من الذین اُوتوا الکتاب من قبلکم..... الخ وکتاب المرضیٰ باب عیادۃ المریض راکباً و ماشیاً)

○

حضرت عمروؓ ابن دینار بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت جابرؓ بن عبداللہ کو یہ (واقعہ) بیان کرتے ہوئے سُنا کہ

ہم ایک غزوہ پر گئے ہوئے تھے تو ایک مہاجر نے ایک انصاری کو کوئی تکلیف دہ لفظ کہہ دیا۔ اس پر اسی انصاری نے انصار کو اور مہاجر نے مہاجرین کو بلایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سُن لیا تو آپؐ نے فرمایا یہ جاہلیت کی آوازیں کہاں سے آرہی ہیں لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے انصاری کو کوئی سخت بات کہہ دی (اس پر جھگڑا ہو رہا ہے) آپؐ نے فرمایا کہ اس مسئلہ کو چھوڑ دو یہ ایک گندی بات ہے۔

عبداللہ بن اُبی نے جب یہ واقعہ سُنا تو اُس نے کہا کیا واقعی مہاجرین نے ایسا کیا ہے؟ خدا کی قسم جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو مدینہ کا معزز ترین آدمی مدینہ کے ذلیل ترین آدمی کو نکال باہر کرے گا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچی۔ حضرت عمر (یہ سُن کر) کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ مجھے اس منافق کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

(کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المنافقون باب قولہ سواءٌ علیہم استغفرت ام لم تستغفرلھم... الخ و باب قولہ یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجنّ..... الخ)

اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ابن ہشام لکھتا ہے۔

جب عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی کے پاس یہ خبر پہنچی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا

" مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ نے عبداللہ بن ابی کے بارہ میں جو سنا ہے اسی کے باعث آپؐ انہیں قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اگر آپؐ قتل ہی کرنے والے ہیں تو میں خود جاتا ہوں اُن کا سر کاٹ کر آپؐ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! قبیلہ خزرج کو معلوم ہے کہ اس قبیلہ کا کوئی آدمی ایسا نہیں جو اپنے باپ کا اتنا فرمانبردار ہو جتنا میں ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ میرے سوا کسی دوسرے شخص کو آپؐ نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا تو شاید میرا نفس اس بات پر قابو نہ پا سکے کہ میں عبداللہ بن ابی کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھوں۔ اسی طرح ایک کافر کے بدلے ایک مومن کو قتل کر دوں اور میں دوزخی بن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ میں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کر رہا ہوں۔ اور جب تک وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کی صحبت کو اچھا رکھنا چاہتا ہوں۔"

(ابن ہشام: سیرت النبیؐ کامل: مطبع غلام علی پرنٹرز اچھرا لاہور۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور: ترجمہ مولانا عبدالجلیل صدیقی زیر عنوان غزوہ بنی المصطلق: جلد دوم باب ۱۳۶: صفحہ ۳۴۸، ۳۴۹)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی بن سلول کی وفات ہوئی تو آنحضرتؐ کو اس کا جنازہ پڑھانے کے لئے درخواست کی گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا آپ ابن اُبیّ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن وہ وہ کچھ کہا تھا۔ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں ابن اُبیّ کے اقوال پیش کرتا جا رہا تھا۔ اس پر آنحضرتؐ مسکرائے اور فرمایا۔

اے عمرؓ پیچھے ہٹ جاؤ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اصرار کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا تھا تو میں نے اسے اختیار کر لیا۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ میرے ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں ضرور اس سے زیادہ مرتبہ استغفار کرتا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(بخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من الصلوٰۃ علی المنافقین والاستغفار للمشرکین .... الخ و
کتاب التفسیر باب قولہ استغفر لھم أو لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ)

حضرت ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی فوت ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اپنی قمیص اسے عطا فرمائی اور حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن اُبی کو اس میں کفن دیں۔" (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ براءۃ باب قولہ ولا تصلّ علی احد منھم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ)

○

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

(ایک مرتبہ) یہود کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا انہوں نے آکر "السّام علیکم" (یعنی تم پر ہلاکت ہو) کہا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے سمجھ لیا اور میں نے انہیں کہا "علیکم السّامُ واللّعنۃُ" تم پر ہلاکت و لعنت ہو۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول۔ کیا آپ نے سُنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میں نے بھی "علیکم" (یعنی تم پر بھی ہو) کہا ہے۔

I۔ (بخاری کتاب الادب باب الرفق فی الأمر کلہ) II۔ (بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء علی المشرکین) III۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صـ ۲۲۱)

IV۔ (مسلم کتاب السلام باب النہی عن ابتداء اھل الکتاب بالسّلام وکیف یردّ علیہم)

○

غزوہ اُحد کے دوران ایک موقع پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا

کون ہمیں ایسے راستہ سے کہ ہمیں مشرکین کے پاس سے نہ گزرنا پڑے گزار کر ان کے قریب لے جائیگا۔

ابو خیثمہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں لے جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ بنو حارثہ کے کھیتوں اور اموال سے لے کر گزرنے لگے۔ جب مربع بن قیظی کی ملکیت (زمین) سے گزر رہے تھے تو مربع بن قیظی جو کہ منافق اور اندھا تھا۔ نے آنحضرتؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کے چلنے کو محسوس کیا تو وہ ان کے چہروں کی طرف مٹی پھینکنے لگا اور کہنے لگا۔

اگر تم رسول اللہ ہو تو میں تمہیں اپنے باغ یا زمین میں داخل نہ ہونے دوں گا۔...... پھر اُس نے کہا۔

خدا کی قسم اگر مجھے علم ہوتا تو میں باقیوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے چہرہ پر مٹی پھینکتا۔

صحابہ قتل کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اسے قتل نہ کرو یہ نابینا دل کا بھی اندھا ہے اور آنکھ کا بھی۔

(ابن ہشام: السیرۃ النبویۃ مطبع: مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ بمصر
مطبوعہ ۱۹۳۶ء: الجزء الثالث صـ ۶۹ زیر عنوان غزوۃ احد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا۔ تمام وہ دشمن جنہوں نے ہر ایک قسم کے مظالم کئے تھے۔ ہر ایک نوع کی گستاخیوں کے مرتکب ہوئے تھے۔ اس روز آپؐ کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑے تھے۔
نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور اس کے بعد فرمایا
"اے گروہِ قریش! میں تمہارے بارے میں جو کچھ کرنے والا ہوں اس کے متعلق تم کیا رائے رکھتے ہو؟
سب نے کہا: بہتر رائے رکھتے ہیں، آپؐ شریف بھائی ہیں، شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔"
فرمایا "اذهبوا فانتم الطلقاء" جاؤ اب تم آزاد ہو۔"

(ابن ہشام: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کامل: مطبع غلام علی پرنٹرز اچھرہ لاہور
ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور: ترجمہ مولانا عبد الجلیل صدیقی: جلد دوم: صـ ۴۸۹)

ان روایات و واقعات سے نہایت واضح اور عیاں ہے کہ ہمارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسے کیسے حالات و واقعات پیش آئے۔ آپؐ کو اور آپؐ کے صحابہ کو وہ دکھ پہنچایا گیا جس سے ایک عاشقِ صادق کا خون کھول اٹھتا ہے۔ مگر آپؐ بڑے بلند حوصلہ اور صابر تھے۔ آپؐ کا تحمل و بردباری عدیم المثال تھی کہ آپؐ نے ہمیشہ حسن اخلاق سے کام لیا۔ کسی کو سزا دینے کے لئے حکم نہ دیا بلکہ عفو و درگذر کا سلوک فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم وجود رحمت کو رحمۃ للعالمین قرار دیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ دَائِمًا
فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

حضرت مسیح علیہ السلام کی تاریخ ولادت

کرسمس ڈے؟ ــــــ اصل حقائق! ــــــ

ــــــ محترم نصیر احمد صاحب انجم استاذ الجامعہ ــــــ

آج دنیائے عیسائیت ہر سال ۲۵۔ دسمبر کو کرسمس ڈے روایتی دھوم دھام سے مناتی ہے۔ عیسائی یہ تہوار حضرت مسیح کے یوم ولادت کے حوالے سے مناتے ہیں۔

مگر قارئین کے لئے یہ امر باعث حیرت ہوگا کہ حضرت مسیحؑ ۲۵۔ دسمبر کو پیدا ہوئے نہ پہلی تین صدیوں کے عیسائی اس تاریخ کو کرسمس ڈے کے طور پر منایا کرتے تھے۔ بلکہ حضرت مسیحؑ کے وصال کے صدیوں بعد یہ تاریخ پہلے پہل مغرب نے اپنائی اور بعد ازاں مشرقی عیسائیوں نے بھی اہلِ مغرب کی تقلید کرتے ہوئے یہی دن ولادت مسیحؑ کے طور پر منانا شروع کر دیا۔

یوم ولادتِ مسیحؑ (کرسمس ڈے) اور عیسائی سکالرز

چنانچہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ۱۲ جلدوں پر مشتمل بائیبل کی ضخیم تفسیر میں درج ہے۔

Early in the third Century A.D. some parts of the church celebrated January 6 as the birth day of Jesus. In the fourth Centary that date was displaced by December 25 a day that had long been the occasion of a pagan festival associated with the rebirth of various solar deities. It was the date of the winter solstice according to the Julian Calender.

(The Interpreter's Bible) Abingdon cobesbary Press New York. 1952)

یعنی تیسری صدی عیسوی کے آغاز تک چرچ کے مختلف علاقوں میں ۶۔ جنوری کو یوم ولادت مسیحؑ منایا جاتا تھا اور چوتھی صدی میں اس تاریخ کو ۲۵۔ دسمبر سے بدل دیا گیا جو کہ بہت پہلے سے بت پرست قوموں کے ایسے تہوار جو سماوی دیوتاؤں کے دوبارہ ظہور سے متعلق تھے کا دن سمجھا جاتا تھا۔ اور جولین

کیلنڈر کے مطابق یہی تاریخ تھی جب سورج خطِ استواء سے سب سے زیادہ دُور چلا جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے گویا جنم لیتا ہے۔

اسی طرح انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں اس بات کی تفصیل دی گئی ہے کہ ۲۵۔ دسمبر مغربی قوموں میں پہلے سے ایک تہوار کے طور پر منائی جاتی تھی۔ لاطینی لوگ اس دن سورج دیوتا کے لئے روزہ رکھا کرتے تھے اور برطانیہ میں اسے MOTHER NIGHT کہا جاتا تھا۔ اس رات انگریز جاگ کر عبادت کیا کرتے تھے اور یہ سب عیسائیت سے پہلے کی باتیں ہیں۔

اسی مضمون میں درج کیا گیا ہے کہ پانچویں صدی عیسوی تک اس بات پر اجماع نہیں ہو سکا تھا کہ کرسمس ۶۔ جنوری، ۲۵۔ مارچ اور ۲۵۔ دسمبر میں سے کس تاریخ کو منایا جائے۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ کرسمس ایڈیشن ۱۹۵۱ء)

بائیبل کے شارحین نے یہاں تک تسلیم کیا ہے کہ علماء اور احبار کے نزدیک اس تاریخ کی ذرہ بھر اہمیت نہیں ہے۔ چنانچہ ولیم جینکس (VILLIAM JANKS D.D) اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

This opinion prevailed till A.D 527 when Dionysivs Exigaus invented the vulgar account. Learned and fious men have trifled egregiously on this subject......... Fabricius gives a caltalogue of no less than one hundred and thirty six different opinions concerning the year of the Christ birth and as to his birthday, that has been placed by Christian sects and learned men, in every month of the year.

کہ یہ خیال ۵۲۷ء تک چلتا رہا۔

حتیٰ کہ DIONYSIVS EXIGAUS نے یہ فضول تاریخ ایجاد کی۔ علماء اور بزرگوں نے اس کی ذرہ بھر اہمیت نہ سمجھتے ہوئے اسے بڑی شدت سے ردّ کیا ہے۔ FABRICIUS نے ایسا جدول تیار کیا ہے جس میں ولادت مسیحؑ کے سال کے لئے ۱۳۶ مختلف آراء بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح یوم ولادت مسیحؑ کا بھی حال ہے۔ مختلف عیسائی فرقوں نے سال کے ہر مہینہ میں مسیحؑ کی ولادت کی مختلف تاریخ مقرر کر رکھی ہے۔

ولیم جینکس ساری بحث کے بعد بالآخر یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔

On this very ground the nativity in December should be given up.

کہ مندرجہ بالا حقائق کی بناء پر عیسائیوں کو دسمبر میں یوم ولادت مسیح منانا ترک کر دینا چاہیئے۔

The Comprehensive Commentary on the Bible Edited by Rev Villiam Jenks D.D bratt leboro typographic company 1845.

قرآن کریم کا بیانِ حقیقت

قرآن مجید نے بائیبل کے اختلافی مسائل پر جو بیان دیئے ہیں وہ قول فیصل کی حیثیت رکھتے ہیں خدائے علیم و خبیر نے اس راز سے بھی پردہ اٹھایا ہے جس پر اکثر عیسائی محققین اور تاریخ دان شش و پنج کا شکار رہے۔ اور بعض نے اصل حقائق سامنے لانے کی کوشش کی۔ مگر قرآن کریم نے حضرت مسیحؑ کی ولادت کے بارہ میں واضح طور پر بیان کیا۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝

(سورۃ مریم آیت ۲۴ تا ۲۶)

پس (جب وہ وہاں پہنچی تو) اُسے دردِ زہ (اُٹھی اور اُسے) مجبور کر کے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے گئی (جب مریم کو یقین ہو گیا کہ اس کے ہاں بچہ ہونے والا ہے تو اس نے دنیا کی انگشت نمائی کا خیال کر کے) کہا۔ اے کاش! میں اس سے پہلے مر جاتی اور میری یاد مٹا دی جاتی۔ پس (فرشتہ نے) اس کو نچلی جانب سے پکار کر کہا کہ (اے عورت) غم نہ کر۔ اللہ نے تیری نچلی جانب ایک چشمہ بہا رہا ہُوا ہے (اس کے پاس جا اور اپنی اور بچہ کی صفائی کر)۔ اور وہ کھجور (جو تیرے قریب ہو گی اُس) کی ٹہنی کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔ وہ تجھ پر تازہ بتازہ کھجوریں گرائے گی۔

چنانچہ قرآن کریم نے جو راز منکشف کیا ہے اس کے مطابق

۱۔ مسیحؑ کی ولادت کھجور پکنے کے موسم میں ہوئی۔ اور جولائی اور اگست کے مہینے میں کھجوریں کثرت سے پکتی ہیں۔

۲۔ دوسرے یہ ظاہر فرمایا کہ وہ ایسا موسم تھا کہ چشمہ بھی بہہ رہا تھا۔ اور ایسا موسم تھا کہ چشمہ کے پانی سے حضرت مریمؑ خود بھی پاک صاف ہو سکتی تھیں اور نوزائیدہ بچہ کو بھی نہلا سکتی تھیں۔

اب ظاہر ہے کہ دسمبر کے مہینہ میں فلسطین میں شدید سردی اور برفباری ہوتی ہے۔ چشموں کا بہنا امر محال ہے اور دسمبر میں کھجوریں بھی بکثرت نہیں ہوتیں۔

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۷۳ ہش

اگست ۱۹۹۴ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- قاضی منیر احمد

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس - ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی - ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

- اداریہ ص۲
- امام الکلام ص۵
- کلام الامام ص۶
- عربی منظوم کلام ص۷
- فارسی منظوم کلام ص۸
- خطبہ جمعہ ۱۸ جون ۱۹۹۳ء فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ص۹
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک ص۱۴
- وطن کی محبت ایمان کا ایک جزو ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے خطبہ جمعہ سے اقتباس ص۱۶
- نعت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ص۱۷
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ عفو و درگذر ص۱۸
- حضرت مسیح علیہ السلام کی تاریخ ولادت ص۲۵
- عالمی بیعت (نظم) ص۲۹
- شہد ص۳۱
- بلا تبصرہ ص۳۵
- خبرنامہ انصار ص۳۷

جلد نمبر ——— ۳۵

شمارہ نمبر ——— 8

شرح چندہ

پاکستان ——— چالیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ——— چار روپے

گروپ فوٹو و منتظمین کرام مجلس انصار اللہ ربوہ ہمراہ صدر صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان

سیدنا حضرت المصلح الموعود........ نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا

"قرآن بتاتا ہے کہ مسیحؑ اس موسم میں پیدا ہوئے جس میں کھجور پھل دیتی ہے۔ اور کھجور کے زیادہ پھل دینے کا زمانہ دسمبر نہیں ہوتا۔ جولائی اگست ہوتا ہے۔ اور پھر جب ہم یہ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک چشمے کا بھی پتہ بتایا۔ جہاں وہ اپنے بچے کو نہلا سکتی تھیں اور اپنی بھی صفائی کر سکتی تھیں تو اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جولائی اگست کا مہینہ تھا ورنہ سخت سردی کے موسم میں چشمہ کے پانی سے نہانا اور بچے کو بھی غسل دینا خصوصاً ایک پہاڑ پر اور عرب کے شمال میں عقل کے بالکل خلاف تھا۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم ص ۱۶۹)

انجیل مقدس میں ولادتِ مسیحؑ کا ذکر

چاروں اناجیل میں لوقا کی واحد انجیل ہے جس نے مسیحؑ کی ولادت کے موسم کی بابت لکھا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا بیان قرآن مجید کے بیان کے مطابق اور موجودہ عیسائیوں کے نزدیک ۲۵ دسمبر کے خلاف ہے۔ چنانچہ لوقا میں ہے

"جب وہ وہاں (یعنی بیت لحم) تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا۔ اور اس کا پہلوٹھا بیٹا پیدا ہوا۔ اور اس نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا کیونکہ ان کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی۔

اسی علاقہ میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے۔" (لوقا باب ۲ آیت ۶ تا ۸)

اسی باب ۲ کے شروع میں قیصر اگسٹس کے حکم بابت مردم شماری کا ذکر ہے جو گرمیوں کے موسم میں ہوئی۔ جب جانوروں کے گلّے اور چرواہے کھلے میدان میں رات بسر کر رہے تھے۔ نہ کہ دسمبر کے اواخر میں یہ مردم شماری ہوئی۔

لوقا کے بیان کے مطابق جب حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو

۱۔ ایسا موسم تھا کہ نومولود بچے کو باہر کھلی جگہ چرنی میں رکھا جا سکتا تھا۔

۲۔ اس وقت پالتو جانور باہر کھلے آسمان تلے رات بسر کر سکتے تھے۔

۳۔ رات کے وقت انسان (چرواہے) میدان میں سو سکتے تھے۔ یعنی سردی کا موسم نہ تھا۔

باقی صفحہ ۴۰ پر

عالمی بیعت

عالمی بیعت کا نظارہ تو دیکھ! آنے والے دور کا تارہ تو دیکھ!
اب نہ تڑپے گی کبھی انسانیت دردِ "زید و بکر" کا چارہ تو دیکھ!
بن رہے "تازہ زمین و آسماں" اک نئی دنیا کا نظارہ تو دیکھ!
سوئے منزل چل پڑے با ذوق و شوق صد ہزاراں دشت آوارہ تو دیکھ!
منزلِ حق پر ہیں اترے کارواں دیکھ تو! مہدی کا دوارہ تو دیکھ!
ہے وہی تہذیب تازہ روپ میں یہ تمدن خیز گہوارہ تو دیکھ!
تند رو ہے آج "سیلِ البلاغ" ٹوٹتا صدیوں کا پشتارہ تو دیکھ!
اسود و احمر ہیں یکساں فیض یاب حضرتِ طاہر کا بٹوارہ تو دیکھ!
دھل رہے ہیں آج اشکوں سے گنہ سادہ و دلکش یہ کفارہ تو دیکھ!

ہے برستی آنکھ ساون کی طرح
دل تڑپتا صورتِ پارہ تو دیکھ!

سُن ذرا مُرغانِ حق کے چہچہے
دید کے قابل یہ نظّارہ تو دیکھ!

جا بجا ہے جنسِ ایماں بانٹتا
حضرتِ مہدی کا بنجارہ[1] تو دیکھ!

ہے اگر تابِ نظر طاہر کو تک!
دیکھ! مہدی کا جگر پارہ تو دیکھ!

ضامنِ اَمن و سکونِ جاوداں
عالَمِ نَو کا ذرا تارہ تو دیکھ!

عشق کی قوّت سے اُڑتا جا رہا
احمدیّت کا یہ طیّارہ تو دیکھ!

دل کی سیرابی کے ہیں ساماں پھر
چھوٹتا آنکھوں کا فوّارہ تو دیکھ!

عبد السّلام اسلام

---

[1] داعی الی اللہ مُراد ہے

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی سیرت و سوانح پر خاص نمبر

ماہنامہ انصار اللہ۔ ربوہ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ کی سیرت و سوانح پر خاص نمبر عنقریب شائع کر رہا ہے۔ اہلِ قلم حضرات اور شعراء کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین اور کلام اپنی اوّلین فرصت میں بھجوائیں۔ امیر صاحب ضلع فیصل آباد کی خدمت میں بھجوائے گئے مسوّدات اسی خاص نمبر کی زینت ہونگے۔

(ایڈیٹر)

طب و صحت

شہد ـــ ایک مفید غذا اور مؤثر دوا

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ ٹیلی ویژن کے عالمی نشریاتی پروگرام کی ہومیو پیتھی کلاس ۶۔ جون ۱۹۹۴ء میں فرمایا۔

"احمدیوں کو چاہیئے کہ شہد پر تحقیق کریں۔ احمدی ڈاکٹروں کو شہد پر غور کرنا چاہیئے۔ شہد کے مختلف رنگوں پر غور کریں۔ مختلف موسموں اور مختلف پھولوں کو جمع کریں ان پر تحقیق کریں۔ یہ عمر بھر کی تحقیق ہے .... شہد پر رشیا (روس) انگلستان اور امریکہ میں تحقیق کی گئی ہے۔ احمدی ڈاکٹروں کو چاہیئے کہ شہد پر لٹریچر جمع کریں۔ لائبریریوں میں شہد کے بارہ میں کُتب پڑھیں۔ رشیا میں بھی یہ پروگرام سُنا جا رہا ہے وہاں کی احمدی خواتین اور دوسرے لوگ اس پر غور کریں اور وہاں کی تحقیق کے نتائج سے آگاہ کریں .... اس پر جیسا کہ تحقیق کا حق تھا تحقیق نہیں ہوئی۔ ایک چیز ہے جس کو قرآن کریم نے خاص طور پر بیان کرنے کیلئے چُنا ہے۔ اس پر اسی اہمیت کے اعتبار سے تحقیق ہونی چاہیئے۔"

(آپ نے فرمایا) اس پر پوری منصوبہ بندی کے ساتھ SYSTEMATICALLY تحقیق کا پروگرام بنایا جائے۔ احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ اس تحقیق کا SYNOPSIS بنائیں اور مجھے بھجوائیں۔ تاکہ میں ان کو گائیڈ کر سکوں۔ تاکہ ایک ہی قسم کی تحقیق مختلف لوگ نہ کریں اور یہ تحقیق معین اور واضح ہو۔"

(روزنامہ الفضل۔ ربوہ ص۲ کالم ۱-۲۔ ۲۹۔ جون ۱۹۹۴ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ ہدایت ہمارے ریسرچ سکالرز اور ڈاکٹرز کے لئے نہایت قیمتی اور توجہ طلب ہے۔ اسی سلسلہ میں شہد کے بارہ میں یہ مضمون، ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

شہد کی اہمیت: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق خصوصاً انسان کے لئے اس کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لئے بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں جس میں شہد کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ دنیا کی مختلف قوموں، اور علاقوں کے تہذیب و تمدن میں شہد متعارف ہی نہیں بلکہ ان کی خوراک کا حصہ ہے۔ اور غذا اور

دوا کے طور پر استعمال میں رہا ہے۔ قدیم و جدید طب میں بچے کو گھٹی دینے سے لے کر تادم آخر شہد کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ بچے بوڑھے اور جوان بیمار ہوں یا صحت مند شہد کا استعمال کرتے ہیں۔ نیز تمام طریق علاج طب یونانی، ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی آیورویدک اور علاج بالغذا میں شہد کا خاص عمل دخل ہے۔

قرآن کریم میں شہد کا ذکر:

سورہ نحل میں شہد کی مکھی کے نظام کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ نظام ایک بالا ہستی کی راہنمائی سے ہے جو وحی خفی سے ہے اس کا سوچا ہوا نہیں ہے۔ سورہ نحل (آیت ۶۹-۷۰) میں مندرجہ ذیل امور کا ذکر ہے۔

۱- اللہ تعالیٰ نے نحل یعنی شہد کی مکھی کی طرف بھی اس کے ظرف کے مطابق وحی کی ہے۔ یعنی اس کا نظام خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا ہوا ہے۔

۲- یہ وحی استعداد باطنی ہے۔ کہ پہاڑوں، درختوں یا عرشوں پر اپنے گھر (چھتے) بنائے۔ شہد کی مکھی کی مختلف قسمیں بتائی گئی ہیں۔ کہ بعض پہاڑوں میں چھتے بناتی ہیں۔ بعض میدان کے درختوں پر اور بعض گھروں یا ان عرشوں پر جو انگور کی بیلوں کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔

۳- پھر یہ بھی بیان کیا ہے کہ شہد کی مکھی کو یہ وحی بھی کرتے ہیں کہ مختلف پھلوں پھولوں سے غذا لے اور پھر اپنی اندرونی استعدادوں سے کام لے کر شہد تیار کرے۔

۴- یہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب شہد تیار ہوتا ہے تو وہ مختلف رنگوں اور قسموں کا ہوتا ہے۔ یعنی اپنے ذائقہ اور اثر کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔

۵- پھر یہ بتایا شِفَاءٌ لِلنَّاسِ اس میں لوگوں کے لئے شفاء رکھی گئی ہے۔ یعنی یکساں طور پر ہر عمر، بیماری، نیز ہر علاقے اور آب و ہوا سے تعلق رکھنے والے کے لئے شفاء کا باعث ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ شہد کی مکھی کے جو بھی عمل ہیں مثلاً رس، خود حفاظتی اور دفاع کے لئے ڈنک، زہر اور اس کا چھتہ وغیرہ بھی، شفاء للناس کا موجب ہے۔

شہد کی مکھیوں کا نظام اور منظم PROCESS بڑا دلچسپ ہے اور باعثِ حیرت ہے چنانچہ حضرت مصلح موعود اس بارہ میں فرماتے ہیں۔

"بعض ماہروں کا خیال ہے کہ انسانوں کے نظام سے ان کا نظام بہتر ہوتا ہے۔ ان کا احساس بعض باتوں میں انسان سے زیادہ ہوتا ہے۔ ان کے ہر چھتہ میں ایک ملکہ ہوتی ہے۔ سب مکھیاں اس کی پیروی کرتی ہیں۔ ان کی نسلیں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ انسانوں کی طرح سب مل کر نہیں رہتیں۔ جب نئی ملکہ پیدا ہوتی ہے تو پرانی مکھیاں اس کو مارنا چاہتی ہیں تو ساری نئی

جوان مکھیاں اس کا پہرہ دیتی ہیں ۔ اور مل کر اس کی حفاظت کرتی ہیں ۔ وہ ملکہ بڑی ہو کر اپنے ساتھیوں سمیت علیحدہ چھتہ بناتی ہے ۔ پھر ملکہ لڑائی کرے یا تو پہلی بڑی مکھیوں کو پہلے چھتہ سے نکال دیتی ہے یا شکست کھا کر دوسری جگہ پر چلی جاتی ہے ۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۹۴)

شہد کے بارہ میں چند ضروری باتیں :

۱۔ شہد کے نام : شہد کے تعارف کے لئے اس کے مختلف زبانوں میں ناموں سے بھی واقف ہونا ضروری ہے ۔ چنانچہ شہد کو پنجابی میں ماکھیوں یا شہت ۔ سندھی میں ماکھی ۔ پشتو میں گبین ۔ فارسی میں انگبین ۔ بنگالی میں مودھو ۔ ہندی میں مدھ ۔ عربی میں عسل اور انگریزی میں ہنی HONEY کے نام سے پکارتے ہیں ۔

۲۔ شہد پیدا کرنے والے علاقے : شہد کی پیداوار دنیا کے تمام علاقوں میں ہوتی ہے ۔ کیونکہ ہر کہیں پھول اور مکھی موجود ہوتی ہے ۔ تاہم شدت کی گرمی اور برفانی علاقوں میں اس کی پیداوار کم ہے ۔ جنگلات میں شہد کی مکھیاں آزادانہ کام کرتی ہیں ۔ امریکہ ۔ برطانیہ ۔ آسٹریلیا ۔ مالٹا اور مصر میں صنعت کے طور پر اس کی پیداوار ہوتی ہے ۔ برصغیر بھارت پاکستان اور افریقہ میں قدرتی ماحول میں مکھیاں شہد تیار کرتی ہیں ۔ سردیوں کا موسم بھی اس کے لئے سازگار ہے ۔

۳۔ شہد کے اجزاء : شہد میں چار اہم اجزاء ہوتے ہیں ۔

۱۔ مٹھاس ۲۔ وٹامنز ۳۔ معدنیات ۴۔ رطوبت

جب شہد کی مکھی کسی پھول کا رس لیتی ہے ۔ تو اس میں مٹھاس بہت کم ہوتی ہے ۔ اور پانی کی مقدار زیادہ ۔ مختلف قسم کی مٹھاس شہد کی مکھی اپنے جسم کی تھیلی میں ڈالتی ہے تو مختلف ہاضم رطوبتیں اس پر اپنا عمل کرتی ہیں ۔ اور یوں شہد دو مٹھاسوں میں آجاتا ہے ۔ ایک لیولوز LEVULOSE اور دوسری ڈیکسٹروز DEXTROSE ہر دو کی نسبت ۴۰ فیصد اور ۳۵ فیصد ہے باقی دیگر مواد ہوتا ہے ۔ جب مکھی پھولوں سے رس چوستی ہے تو اس رس میں پانی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے ۔ لیکن جب یہ نیم ہضم ہو کر شہد کا روپ اختیار کرتا ہے تو پانی کی مقدار کم ہو جاتی ہے جو ۱۷ - ۱۸ فیصد ہوتی ہے ۔

۴۔ شہد میں وٹامن : جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ شہد میں ایک بڑی مقدار وٹامنز کی ہوتی ہے ۔ جو دوسری کئی غذاؤں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے ۔ چنانچہ اس میں وٹامن بی کی سات اقسام بی ۔ ۱ ' بی ۔ ۲ ' بی ۔ ۳ '

بی - ۵، بی - ۶، بی - ۱۲، بی - ۱۳ پائی جاتی ہیں۔

شہد میں جو پھولوں کا زیرہ پایا جاتا ہے اس میں وٹامن سی موجود ہوتے ہیں۔ عام طور پر سبزیوں یا پھلوں میں باسی ہونے کی وجہ سے وٹامن سی ضائع ہو جاتے ہیں لیکن شہد میں جلدی ضائع نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ شہد میں وٹامن ڈی۔ کے۔ ایچ بھی پائے جاتے ہیں۔

۵۔ <u>شہد میں معدنی عناصر:</u> شہد میں معدنی عناصر کی مقدار ۲ فیصد ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔ فولاد۔ ایلومینیم۔ کیلشیم۔ تانبا۔ فاسفورس۔ میگنیشیم۔ سوڈیم۔ کلورین۔ پوٹاشیم۔ البیمن۔ مینگانیز۔ سلیکا۔ ڈیکسٹرین۔ سلفر۔ اس کے علاوہ غیر معدنی اشیاء مندرجہ ذیل ہیں۔

پھولوں کا زیرہ۔ البیمن۔ مختلف ایسڈ۔ پروٹین۔ معدنی عناصر کے تناسب کا انحصار علاقے پر ہوتا ہے۔ پھول زمین سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے جس قسم کی زمین ہوگی پھولوں کے رس میں بھی اس قسم کے معدنی عناصر ہوں گے۔

شہد کی مکھیاں اور ان کا نظام:

شہد کی مکھیوں اور چھتے کا نظام بڑا مربوط۔ باقاعدہ اور سلیقہ سے قائم ہے۔ مکھی تین حالتوں میں سے گزر کر مکمل مکھی بنتی ہے انڈا۔ لاروا۔ پیوپا۔ پھر شہد کے چھتے میں تین قسم کی مکھیاں پائی جاتی ہیں۔ ملکہ مکھی۔ نر مکھیاں۔ کارکن مکھیاں

۱۔ ملکہ مکھی:۔ ایک چھتے میں ایک رانی مکھی ہوتی ہے۔ اس کا کام صرف انڈے دینا ہے۔ عام مکھیوں سے ذرا بڑی ہوتی ہے۔ ایک دن میں ڈیڑھ دو ہزار تک انڈے دیتی ہے۔ جنہیں کارکن مکھیاں مختلف خانوں میں پہنچا آتی ہیں۔ ان انڈوں میں سے تین قسم کی مکھیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ملکہ۔ نر اور کارکن مکھیاں۔

۲۔ نر مکھیاں:۔ ایک چھتے میں دو ہزار نر ہوتے ہیں۔ ان کا ڈنک نہیں ہوتا۔ افزائش نسل یا کھانے پینے کے علاوہ ان کا اور کوئی کام نہیں۔ اگر شہد میں کمی واقع ہو تو انہیں چھتہ سے نکال دیا جاتا ہے۔

۳۔ کارکن مکھیاں:۔ ایک چھتے میں بیس ہزار کارکن مکھیاں ہوتی ہیں۔ پھولوں سے رس اور زردانہ اکٹھا کرنا انہی کا کام ہے۔ انڈوں کو خانوں میں منتقل کرتی ہیں۔ دو ماہ تک زندہ رہتی ہیں۔ ہر پھول میں کم و بیش مٹھاس ہوتی ہے۔ یہ میٹھا رس چوس لیتی ہیں۔ اور زردانہ پروں سے لگ جاتا ہے۔ دونوں چیزیں چھتہ میں الگ الگ جمع کرتی ہیں۔

نسلی طور پر شہد کی مکھیاں بیسیوں اقسام کی ہیں۔ ہمارے ہاں تین قسم کی مکھیاں ہیں۔ چھوٹی مکھی۔ بڑی بڑی مکھی یا ڈومنے مکھی۔ پہاڑی مکھی۔ عام طور پر چھوٹی مکھی سردیوں میں چھتہ بناتی ہے۔ اس کا چھتہ چھوٹا ہوتا ہے اور شہد کی مقدار بھی کم ہوتی ہے۔ اسے صنعت کے طور پر نہیں پالا جاتا۔ بڑی مکھی شہد

باقی صفحہ ۴۰ پر

بلا تبصرہ

حکایت ڈائجسٹ کے مدیر محترم معاشرہ اور نظام کا تجزیہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

"ہم سب توہین قرآن کے مرتکب ہیں۔ ہمارے حکومتی نظام میں، ہماری سیاست میں، ہماری معاشرت میں اور ہمارے مذہبی نظام میں قرآن کی توہین ہو رہی ہے۔

اپنی حکومت کو دیکھ لیجیئے قرآن سے منحرف ہے حکمران کا رہن سہن، ان کے جھوٹ، عوام کے ساتھ فریب کاریاں، غبن، عوام کا پیٹ کاٹ کر عیش و عشرت کا ارتکاب اور ان کا ہر قول و فعل دیکھ لیں قرآن کے منافی ہے۔ اسمبلیوں کے ممبروں کو دیکھ لیں۔ ان کے اعمال دیکھ لیں۔ سیاست دیکھ لیں کیا اس میں آپ کو قرآن کا کوئی ایک بھی اشارہ یا شائبہ نظر آتا ہے۔ دفتری نظام دیکھ لیں جو رشوت پر چل رہا ہے۔ بھائی بھائی کا گوشت کھا رہا ہے قرآن کے الفاظ میں یوں کہیں کہ بھائی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔

معاشرت پر نگاہ ڈالیں، یہ چوریاں، یہ ڈاکے، یہ رہزنی، تاجروں اور دوکانداروں کی لوٹ کھسوٹ، اشیائے خوردنی میں مہلک ملاوٹیں، ناپ تول میں دھوکہ بازی اور قتل جیسا گناہ کبیرہ۔ یعنی جعلی اور دو نمبر دوائیاں جو مریضوں کو قبروں میں اتار رہی ہیں۔ پورے معاشرہ پر جنسیت طاری ہے۔ معصوم بچوں کو ہوس کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا جاتا ہے۔ اغوا اور لڑکیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی معمول بن گیا ہے۔"

(حکایت لاہور مئی 1994ء صفحہ 25)

○○

روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب صفدر محمود صاحب لکھتے ہیں:

"مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے حرام کی کمائی کا زہر ہمارے معاشرے کی رگوں میں اس قدر سرایت کر چکا ہے کہ اب اس زہر سے ایک نہایت مختصر سا طبقہ محفوظ ہے۔ جب کہ بہت بڑی اکثریت حرام کی کمائی پر زندگی گزار رہی ہے رشوت خور افسران کے خاندانوں کا رزق مشکوک ہے جب کہ بزنس مین، صنعتکار دوکاندار اور کاروباری طبقہ سرکاری محکموں کو رشوت دے کر ناجائز منافع کما کر بلیک میلنگ اور سمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی کر کے اپنی کمائی کو مشکوک بنا رہے ہیں۔ اس پس منظر میں ہمارے معاشرہ

سے رزق حلال کا تصور ہی ماند پڑ رہا ہے۔ اب آپ خود ہی تصور کیجئے کہ جس معاشرے میں رزق حلال کا تصور ماند پڑ جائے اور جس معاشرے میں اکثریت مشکوک روزی کھا رہی ہو۔ اس معاشرے میں جرائم کیوں نہ بڑھیں۔ انسانیت کی تذلیل کیوں نہ ہو۔ وہ معاشرہ اندر سے کمزور اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار کیوں نہ ہو۔ اس معاشرے کے افراد کی عبادات اور دعائیں بے اثر کیوں نہ ہوں۔ اور وہاں بسنے والے انسان کس برتے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی توقع رکھیں۔ جب انسان کی رگوں میں رزق حلال کا خون نہ ہو۔ تو اس کی نگاہوں میں پاکیزگی کہاں سے آئے گی اور اس کا ذہن شیطان کا گھر کیوں نہیں بنے گا۔"

(روزنامہ جنگ 26 جنوری 1994ء صفحہ 4)

○○

ماہنامہ "سفید چھڑی" سرگودھا کے مضمون نگار قیصر لودھائی لکھتے ہیں:

"اربوں نفوس کے ملاپ سے معرض وجود میں آنے والا عالم انسانیت کا یہ بحر بیکراں اس وقت تک ہی پُر سکون اور پُر امن رہتا ہے جب تک اس کے سینے میں ظلم، جبر، استحصال، بگاڑ اور انتشار کی موجیں نہ ہوں۔ ورنہ تباہی اور ہلاکت کا وہ منہ زور ابتلاء اٹھتا ہے کہ انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی سطح تک سب کچھ نیست و نابود ہو جاتا ہے شخصی زندگی تکلیف دہ اور قومی زندگی دشوار ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی تو دونوں طرح کی حیات اس حد تک ناممکن ہو جاتی ہے۔ کہ اس کا وجود ہی بالآخر تحلیل ہو جاتا ہے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ تمام انبیاء اور انسانی زندگی کی اصلاح کیلئے آنے والے ایک ہی مقصد لے کر آئے۔ اور وہ تھا بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ، چاہے یہ لوگ کسی بھی مذہب یا عقیدہ سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں۔ ان کی تمام ترکاوشیں اسی کے لئے تھیں اور ان کے پیش نظر ایک ہی مقصد تھا۔ "احترام آدمیت"۔

جب کسی قوم کے ایک طبقے نے دوسرے طبقے کا استحصال کیا یا کسی ایک نے دوسری قوم کا استحصال کیا۔ جب کوئی حقوق انسان سلب کرنے والا انسانیت کی تذلیل کرنے والا۔ اور خدا بن کر آدمی کو لوٹنے والا آیا۔ چاہے وہ نمرود ہو یا فرعون، ہامان ہو قارون، قدرت نے انسانوں کے تحفظ کیلئے اپنے نمائندے بھیجے اور انہوں نے آکر ایک ہی پیار، محبت، امن اور شانتی کے پیغام کو عام کیا۔"

(ماہنامہ سفید چھڑی سرگودھا بابت ماہ مارچ 1994ء صفحہ 24-25)

خبر نامہ انصار

انصار اللہ کی علمی سرگرمیاں

خدا تعالیٰ کے فضل سے قیادتِ تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی اوّل ۹۴ء کا نتیجہ مرتب اور شائع ہونے کے بعد جن بیرونی مجالس سے پرچے ناگزیر وجوہ کی بنا پر مرکز میں تاخیر سے موصول ہوئے۔ اُن کو ہر وقت موصولہ شمار کر لیا گیا ہے اور اس طرح اب مجموعی تعداد ۲۵۵۵ ہو گئی ہے۔ ان میں سے جن انصار نے خصوصی گریڈ حاصل کیا ہے اُن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مکرم نصیر احمد صاحب راجپوت (عزیز آباد کراچی) ۔ مکرم عبد السمیع طاہر صاحب (عزیز آباد کراچی)

مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب (عزیز آباد کراچی) ۔ مکرم ارشاد احمد صاحب (پشاور)

مکرم پیر عبد الرحمٰن صاحب (دار النور فیصل آباد) ۔ مکرم شبیر حسین بھٹی صاحب (بہاولپور)

مکرم سردار حفاظت احمد صاحب (سمن آباد لاہور) ۔ مکرم عبد الرحیم خان صاحب (بھاٹی گیٹ لاہور)

مکرم ملک ضمیر احمد صابر ریحان صاحب (چک ۹/۲ پنیار ضلع سرگودھا)

اللہ تعالیٰ علم و فضل میں یہ ترقی تمام انصار کو مبارک کرے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ۔ ربوہ)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو ۔ ۲۱ اگست

واقفین زندگی طلباء والدین اور عہدیداران توجہ فرمادیں

۱۔ جماعت کے ایسے ذہین ہونہار اور خدمتِ دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان جنہوں نے میٹرک کا امتحان دیا اور وہ وقف اولاد کی تحریک میں شامل ہیں یا اب وقف کرنا چاہتے ہیں۔ اور جامعہ احمدیہ میں اعلیٰ تعلیم کے خواہشمند ہیں مقامی جماعت کے امیر/صدر کی تصدیق سے درخواست وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائیں۔ درخواست پر والد یا سرپرست کے دستخط بھی ضروری ہیں۔

۲۔ درخواست میں کوائف ۔ نام ۔ ولدیت ۔ تاریخ پیدائش ۔ تعلیم اور مکمل پتہ درج کریں۔

۳۔ داخلہ کے لئے امیدوار کی تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵٪ نمبر) اور عمر ۱۷ سال

اداریہ

۱۲۔ ربیع الاوّل ۔ یوم میلاد النبیؐ

۱۲۔ ربیع الاوّل ۔ ہمارے آقا و مولیٰ سیدِ وُلدِ آدم سید الانبیاء والاصفیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یوم ولادت ہے ۔ وہ ارفع و اعلیٰ وجود، صاحب لولاک جو وجہ تخلیقِ کائنات ہے اس مبارک دن پیدا ہوئے ۔ وہ جو مظہر اتم الوہیت، جس کا کلام خدا کا کلام، جس کا ظہور خدا کا ظہور اور جس کا آنا خدا کا آنا قرار پایا ۔ وہ پاک وجود جو حرا سے آیا تو دنیا پر سورج بن کر چمکا اور اس نے شرق و غرب کو اپنے نور سے روشن کر دیا ۔ وہ جو نسلی، لسانی اور علاقائی امتیازات سے بالاتر ہو کر اور امیر و غریب اور اسود و احمر کی تفریق کو مٹاتے ہوئے تمام بنی نوعِ انسان کے لئے سراپا محبت و شفقت تھے ۔ وہ اخلاقِ فاضلہ کا جامع ۔ مقامِ خلقِ عظیم کے حامل تھے ۔ آپؐ کی محبت میں مخمور ہر بچہ پیر و جواں شاداں و فرحاں ہے ۔ کہ اسے یہ مقدس دن نصیب ہُوا ۔

۱۲۔ ربیع الاوّل ۔ ایک خوشی اور شکرانِ نعمت کا دن بھی ہے اور تجدید عہد کا بھی ۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے محسن اعظم ہیں ۔ آپؐ کے احسانات کا دائرہ بڑا وسیع ہے جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ۔ انسان، حیوان ۔ چرند پرند ۔ ہر ملک و ملت اور رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے لوگ، غلام اور آقا ۔ خادم اور مخدوم ۔ غریب اور امیر ۔ رعایا اور بادشاہ پیشوا و انبیاء سبھی پر آپ کے عظیم احسانات ہیں جنہیں نہ صرف ان کے مقام و مرتبہ سے روشناس کرایا بلکہ ان کے حقوق قائم کئے ۔ اس لئے اس محسنِ اعظمؐ پر اگر ہمارا ہر لمحہ ہر سانس درود و سلام پر گذرے تو بجا ہے ۔ حقیقت میں وہی ہے جس نے انسانی شعور بخشا اور بنی نوع انسان کو شرف انسانیت عطا کیا، اسے انسان سے باخدا انسان بلکہ خدا نما انسان بنا دیا ۔ پس یہی وجود ہے جو سب سے زیادہ محبت کئے جانے کے لائق ہے ۔

۱۲۔ ربیع الاوّل ۔ کا مبارک دن اس نقطہ نظر سے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔ کہ یہ تجدید عہد کا بھی دن ہے ۔ اظہار محبت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے محبوب کے قول و فعل سے مطابقت پیدا کریں ۔ آپؐ کے اسوہ حسنہ کو اپنائیں ۔ آپؐ کے اخلاق، اعمال اور کردار کو مشعلِ راہ بنائیں ۔ اپنے آپ کو سیرتِ رسولؐ کے سانچے میں ڈھالیں ۔ آپؐ کے عزم و استقلال ۔ غیرت و شجاعت قناعت و غنا ۔ صبر و رضا ۔ عفو و درگذر ۔ محبت و شفقت اور ذکر و عبادت کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں حسن پیدا کریں ۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے ہم اپنے معاشرہ اور اپنے تمدن کو قرآنی سیرت کے مطابق بنا سکتے ہیں ۔ آج کے بے راہرو معاشرہ اور اس کے انفرادی و اجتماعی مسائل کا حل اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے ۔ آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کیلئے اس مقام و مرتبہ اور سیرت کا مطالعہ بھی نہایت ضروری ہے ۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :

یا اس سے کم ہو۔ ایف اے کے لئے عمر کی حد ۱۸ سال ہے۔

۴۔ امیدوار قرآن کریم ناظرہ صحیح طور پر پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ تلاوت قرآن کریم اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ بہتر بنائیں۔

انٹرویو مورخہ ۲۱۔ اگست ۱۹۹۴ء ... ۷ بجے صبح ہوگا۔

(چوہدری سمیع اللہ سیال وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

انصار اللہ اور عربی زبان کی صلاحیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے ذریعہ ۲۔ جولائی ۱۹۹۳ء کے خطبہ جمعہ میں ساری دنیا کے احمدیوں کو عربی زبان سیکھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

"احمدیوں کو چاہیئے کہ عربی زبان میں ترقی کریں۔"

"مقصد یہ پیش نظر ہو کہ اتنی عربی سیکھ لی جائے کہ جس سے کلام الٰہی کا مطلب آسانی سے براہ راست سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔"

زعماء کرام اپنی مجلس / مقامی جماعت میں جائزہ لیں کہ کتنے انصار / افراد عربی زبان جانتے ہیں۔ اور کتنے عربی زبان پڑھا سکتے ہیں اور پڑھانے کے لئے وقت بھی دے سکتے ہیں۔

۲۔ ہر مجلس / البیت میں کلام الٰہی کا ترجمہ پڑھانے / سکھانے کا اہتمام کیا جائے۔ ہر روز کسی ایک نماز کے بعد دو۔ تین آیات کا ترجمہ سکھایا جائے۔

۳۔ نمازوں میں عموماً تلاوت کی جانے والی سورتوں کا ترجمہ پہلے سکھایا جائے۔

۴۔ عربی زبان سیکھنے کے لئے مارکیٹ میں دستیاب لٹریچر / کیسٹس کتب سے مدد نیز ریڈیو / ٹی وی پر تدریس العربی کے اسباق سے فائدہ اٹھایا جائے۔ احمدیہ انٹرنیشنل ٹی وی سے بھی زبانیں سکھانے کے پروگرام زیر ترتیب ہیں۔ ان سے بھی حسب سہولت فائدہ اٹھایا جائے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ۔ پاکستان)

مجلس ربوہ کی اشاعت ماہنامہ انصار اللہ کیلئے مساعی

⊙ مکرم ملک محمد اعظم صاحب منتظم اشاعت نے تحریر کیا ہے۔ کہ دیگر حلقہ جات کے دوش بدوش مندرجہ ذیل دو مزید حلقہ جات کی مساعی قابلِ تحسین ہے۔

۱۔ مکرم رشید احمد صاحب اسلم زعیم حلقہ نصرت آباد۔ کل انصار ۱۱ خریدار ۱۰

۲۔ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ زعیم حلقہ دار الرحمت شرقی ب کُل انصار ۸۰ خریدار ۵۳

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان مجالس کی مساعی میں برکت دے۔

⊙ آپ کے خطوط

۲۔ مکرم حفیظ احمد صاحب خالد بلوچ نگر (مظفر گڑھ) لکھتے ہیں کہ وہ خدام الاحمدیہ کے رُکن ہیں اور ماہنامہ انصار اللہ کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ ماہنامہ کے ایک خاص نمبر کے ذریعہ انہیں دعوت الی اللہ کی خاص توفیق ملی۔

۳۔ مجلس انصار اللہ ضلع اسلام آباد نے حضرت مولوی محمد حسین صاحب کے وصال پر احباب جماعت اور حضرت مولوی صاحب کے جملہ اہل و عیال اور اعزہ و اقارب سے تعزیت کا اظہار کیا ہے اور موصوف کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

صدق و وفا و سوز کو آسمان پر پہنچائیں

ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہُوا ہے وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے نہ کہ ظاہر قیل و قال پر۔

(ملفوظات جلد سوم جدید صفحہ ۱۸۱)

بقیہ: مسیحؑ کی ولادت

اس طرح نوزائیدہ بچے کو چرنی میں رکھنا اور برف باری کے موسم میں ماں کی مامتا کے لئے کیسے ممکن تھا اور کوئی دانشمند یہ باور نہیں کر سکتا کہ ۲۵ ۔ دسمبر کی یروشلم کی یخ بستہ برفانی رات ہو اور چرواہے کھلے میدان میں اپنے گلّہ کی حفاظت کر رہے ہوں ۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ گرمیوں کا موسم ہے اور قرآن مجید نے اس کی مزید تعیین کر دی کہ ۱۵ ۔ جولائی تا ۱۵ ۔ اگست کے درمیان کہیں حضرت مسیحؑ کی ولادت ہوئی ۔ کیونکہ اس موسم میں کھجوریں پکتی ہیں اور اس موسم میں گلّہ کی حفاظت کی خاطر رات کھلے میدان میں بھی گذاری جا سکتی ہے ۔ پس عیسائی دنیا کو جینکس کی رائے پر نہ صرف غور کرنا چاہیئے بلکہ کرسمس ڈے ۲۵ ۔ دسمبر کو منانے پر نظر ثانی بھی کرنی چاہیئے ۔

عیسائی سکالرز کے لئے لمحہ فکریہ ہے ۔ کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تاریخ ولادت میں بھی ابہام و اختلاف کا شکار ہیں جب کہ کائنات کے پنہاں رازوں سے پردے اٹھائے جا رہے ہیں ۔ اور نئے نئے انکشافات کئے جا رہے ہیں ۔ تو ولادتِ مسیحؑ کے حقائق کو سامنے لانا بھی مسیحی قوم کا فرض ہے اور ایک تاریخی حقیقت کے لئے قرآن حکیم کے بیان پر فکر و تدبر کرنا بھی بہت اہم اور ضروری ہے ۔

بقیہ: شہد

کی کافی مقدار پیدا کرتی ہے ۔ بڑے بڑے چھتے اونچے درختوں پر بناتی ہے ۔ اگر کوئی اسے تنگ کرے تو بڑی خطرناک ثابت ہوتی ہے ۔ پہاڑی مکھی بڑی نازک مزاج ہوتی ہے ۔ درختوں کی شاخوں ۔ غاروں اور کھوکھلے تنوں میں چھتہ بناتی ہے ۔ کافی شہد بناتی ہے ۔ اور گھریلو طور پہ پالنے کے لئے مناسب ہے ۔

شہد کا استعمال ۔ صحت و بیماری میں :

شہد کا مزاج گرم و خشک ہے ۔ ہاضمے کو تیز کرتا ہے قبض کشا اور مصفّی خون ہے ۔ ہر عمر کے آدمی کے لئے مفید ہے ۔ بچوں بوڑھوں اور کمزوروں کے لئے اکسیر ہے ۔ دودھ میں خاص کر اس کا استعمال جسم کو طاقت بخشتا ہے دل کی حرکت میں بے قاعدگی کے لئے شہد کا ایک چمچہ بڑا مفید ثابت ہوتا ہے ۔ اس کا استعمال زکام کھانسی اور تپ دق ، معدے اور آنتوں کے زخموں کے لئے بھی فائدہ بخش ہے ۔ موسم گرما میں گرم مزاج والوں کے لئے نقصان دہ ہے ۔ علی الصباح گرم پانی میں شہد ملا کر پینا موٹاپا دور کرنے کے لئے مفید ہے ۔ بلغمی مزاج کے لئے شہد اور گھی فائدہ پہنچاتا ہے ۔

(ن ۔ ر خ ۔ ن) (جاری)

حقیقت

بہارِ ہستی میں ہم تو جیسے کھلا کئے ہیں کھلا کریں گے
جو مٹنے والے ہیں اس چمن میں مٹا کئے ہیں مٹا کریں گے

وہ اور ہوں گے جو سیلِ دریا میں ڈوب مرنے کی ٹھان بیٹھے
ہم ایسی موجوں کی کشمکش میں بڑھا کئے ہیں بڑھا کریں گے

ہزار شعلے کرے فراہم یہ دہر برق و شرار بن کر
ہمارے اشکوں سے جو بھی اُلجھے بجھا کئے ہیں بجھا کریں گے

ہمیں ڈراتا ہے دشتِ ہستی کے خار زاروں سے کیا زمانہ
ہم ایسی راہوں پہ مُسکرا کر چلا کئے ہیں چلا کریں گے

عدو جو چاہے تو آزما لے یہ دل پڑا ہے یہ جاں پڑی ہے
کہ ہم فنا کا شکار ہو کر جیا کئے ہیں جیا کریں گے

ازل سے اہلِ جنوں کی باتیں اگرچہ مُصلح ہیں بارِ محفل
مگر جو دل میں کھٹک رہی ہے کہا کئے ہیں کہا کریں گے

مولانا مصلح الدین صاحب راجیکی

ہمارا خُدا

سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

" ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اَب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا .... اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے۔ جس کا کوئی بیٹا نہیں۔ اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مِثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صِفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے۔ اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہلِ کشف پر اپنے تئیں ظاہر کرسکتا ہے۔ مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے اور وہ سب سے اُوپر ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا۔ اور مظہر ہے تمام محامدِ حقّہ کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا، اور مبدء ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا۔ اور متّصف ہے ہر ایک کمال کا، اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے، اور مخصوص ہے اس اَمر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔ اور اس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔ اور تمام رُوح اور اُن کی طاقتیں اور تمام ذرّات اور ان کی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں۔ اس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کو اُسی کے ذریعہ سے ہم پاسکتے ہیں۔ اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے۔ اسی سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور اسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔"

(الوصیّت صا۱۱-۱۲ رُوحانی خزائن جلد ۲۰)

"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اُسکے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہو سکتا اور اُسکی تاثیرِ قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اُس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاءؑ اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔"

(حقیقۃ الوحی)

حقیقی مقام و مرتبہ کی شناخت اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے کامل پیروی اور اطاعت، محبت رسول کا تقاضا ہے۔ اور یہی محبتِ رسول ہی انسان کو خدا کا محبوب بنا دیتی ہے۔ پس یہی محبت جماعت احمدیہ کا منتہائے مقصود ہے۔ اور یہی ہمارا مقصدِ حیات ہے۔ چاہے اس کیلئے کتنی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

؎ دریں راہ گر کشندم ور بسوزند نتابم رُو زِ ایوانِ محمدؐ

اس راہ (محبت) میں اگر میں مارا جاؤں یا جلایا جاؤں تو بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ کے دربار سے منہ نہیں پھیروں گا۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ـ عالمی بیعت

جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ جس کی بنیاد سیّدنا حضرت مسیح موعود بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے ڈالی تھی۔ جلسہ سالانہ کہیں بھی ہو اس میں اطراف و جوانب سے عشّاق گروہ در گروہ آسمانی راگ الاپتے ہوئے ایسی حسین اجتماعیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایک خالص دینی مقصد کیلئے، خدا تعالیٰ کی تمجید و تقدیس اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے عملی اظہار کیلئے دیوانہ وار جمع ہوتے ہیں۔

جلسہ سالانہ برطانیہ بھی "اجتماعیت کے اس حسین آسمانی نظارے" کو پیش کرتا ہے۔ جو گذشتہ ماہ کے اواخر میں منعقد ہوا۔ ایک بین الاقوامی حیثیت رکھنے والا اجتماع ہر رنگ و نسل اور زبان کے احمدی احباب کی شرکت کا منظر کس قدر ایمان افروز تھا جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت بحیثیت "رحمۃ للعالمین" ہونے کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ اور آج سے تقریباً سو سال پہلے کی آسمانی خبریں مہتم بالشان ظہور میں آئیں کہ

"ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھُولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔"

(تجلّیاتِ الٰہیہ)

اور اس جلسہ سالانہ کا ایک اور روح پرور منظر "عالمی بیعت" کہ ۹۳ ملکوں کی ۱۵۵ قومیتوں کے

نمائندوں نے اس میں شرکت کی ۔ اور ۴۱۸۲۰۶ افراد نے بیعت میں شرکت کرکے نئی زندگی پائی اور خدا تعالیٰ کے کلمہ توحید و تمجید کو بلند کیا ۔ جس سے ساری دنیا کی فضا گونج اٹھی ۔ اور ان درد بھری دعاؤں کا سوز و گداز عرش معلیٰ تک پہنچا ۔

یہ سب برکات و فیوض حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے وابستہ ہیں جو سید الاولین والآخرین ہیں ۔ اور تمام بنی نوع انسان کے نجات دہندہ ۔ آج فرزندانِ احمدیت آپؐ کے انہی فیوض و برکات کو تمام بنی نوع انسان تک پہنچانے کا یہ مقدس فرض ادا کر رہے ہیں ۔ جس کا ایک اہم ذریعہ "جلسہ سالانہ" ہے ۔

۱۴ ۔ اگست ۔ یومِ آزادی

۱۴ ۔ اگست کا دن ہمیں آزادی کی یاد دلاتا ہے ۔ جب ایک آزاد ریاست پاکستان کا قیام عمل میں آیا ۔ آزادی کے حصول کے لئے قائدینِ ملت خصوصاً قائدِ اعظم محمد علی جناح اور عوام کو بڑی قربانیاں دینی پڑیں ۔ لاکھوں عوام نے اپنی جان و مال اور آبرو کی قربانی دی ۔ اپنے آباد گھروں اور املاک کو چھوڑ کر پاکستان ہجرت کرنا پڑی ۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا اس کے پیچھے کیا عوامل تھے ۔ قابلِ غور سوال ہے ۔

آزادی کیلئے یہ جدوجہد ان حقوق کیلئے تھی جو سامراجی طاقتیں دبائے ہوئے تھیں ۔ برصغیر کی اکثریت اپنے لئے سب کچھ مباح اور جائز سمجھتی تھی ۔ قائداعظم اور آپ کی جماعت مسلم لیگ کا بنیادی اور مرکزی نقطہ یہی تھا ۔ کہ ہندو اکثریت جو اپنی طاقت کے نشے میں مخمور ہے دوسروں کو بھی جینے کا حق دے ۔

جدوجہد آزادی سے جو حاصل ہوا ۔ اس کے مدنظر جناب قائداعظم نے یہ اعلان کیا ۔

"ہم ہر مسلمان فرقے اور غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ انصاف اور حسنِ سلوک کے علمبردار ہیں ۔"

(مسٹر جناح کی حالیہ تحریرات و تقاریر (انگریزی) جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

"پاکستان میں اقلیتوں کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی ۔ خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں ان کا مذہب اور ایمان پاکستان میں بالکل سلامت اور محفوظ رہے گا ۔ ان کی عبادت کی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائیگی ۔ انکے مذہب عقیدے جان و مال اور انکی ثقافت کا مناسب تحفظ ہوگا اور بلالحاظ رنگ و نسل ہر اعتبار سے پاکستان کے شہری ہوں گے ۔"

(بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح صفحہ ۲۲۰ مرتبہ پروفیسر حمید اللہ ہاشمی)

یومِ آزادی ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہم معمار پاکستان قائداعظم کے اصولوں پر عمل پیرا ہوں ۔ اور ہم اپنے اندر باہمی اتحاد و یکجہتی پیدا کریں ۔ فرقہ پرستی اور مذہبی تعصب کے عفریت کو اپنی صفوں میں نہ گھسنے دیں ۔ اور ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لے کر اسے خوشحال بنائیں ۔

امام الکلام

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اپنے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام خُلُقِ عظیم کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت موسیٰ بردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لے گئے تھے اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کے مرتبہ عالیہ تک پہنچ سکے۔ توریت سے ثابت ہے جو حضرت موسیٰ رفق اور حلم اور اخلاق فاضلہ میں سب اسرائیلی نبیوں سے بہتر اور فائق تر تھے۔ جیسا کہ گنتی باب دوازدہم آیت سوم توریت میں لکھا ہے کہ موسیٰ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھا۔ سو خدا نے توریت میں موسیٰ کی بُردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں میں سے کسی کی تعریف میں یہ کلمات بیان نہیں فرمائے۔ ہاں جو اخلاقِ فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اُن اخلاقِ فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ تُو خُلُقِ عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائلِ حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا وکان فضل اللہ علیك عظیمًا یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب ۴۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے تجھے زیادہ معطر کیا۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۸۳ - ۵۸۵ حاشیہ در حاشیہ ۳)

کلام الامام

صفاتِ الٰہیہ دو قانونوں کے ماتحت کام کرتی ہیں

سیدنا حضرت مصلح موعود .... فرماتے ہیں:

"...... اللہ تعالیٰ کی تمام صفات دو قانونوں کے ماتحت چلتی ہیں۔ وہ صفات جو بنی نوع انسان سے تعلق رکھتی ہیں ان کے باہمی تعاون کیلئے خدا تعالیٰ نے دو قانون قرآن شریف میں پیش کئے ہیں ایک قانون کا ذکر رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (اعراف ع ۱۹ آیت ۱۵۷) کی آیت میں آتا ہے یعنی میری رحمت ہر چیز پر غالب ہے۔ دوسری صفت قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے، مَا لَکُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ۝ (نوح ع ۱ آیت ۱۴) تمہیں کیا ہو گیا کہ تم خدا تعالیٰ کے متعلق یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اپنے کاموں میں حکمت کو مدِنظر رکھتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں ایک نام حکیم بھی ہے جو اس مفہوم کے ساتھ ملتے جلتے مفہوم پر دلالت کرتا ہے ان دو صفات سے ظاہر ہے کہ ہر صفت جو خدا تعالیٰ کی ظاہر ہوگی وہ کسی غرض اور غایت کو پورا کرنے کیلئے ہوگی بلا وجہ نہیں ہوگی۔ دوسرے یہ کہ جہاں بھی سزا اور رحم کے مطالبے ٹکرا جائیں گے رحم کے پہلو کو ہمیشہ ترجیح دی جائے گی۔ اور سزا کے پہلو کو ہمیشہ اس کے ماتحت رکھا جائے گا۔ درحقیقت قرآن کریم کی یہی وہ خوبی ہے جو ایک مومن کے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر دیتی ہے اور یہی وہ اصول ہے جو بندے اور خدا میں محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہو جاتا ہے ...... جب وہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے اس گُر کو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت کے ماتحت ہوتا ہے۔ ہر کام کسی غرض اور غایت کیلئے ہوتا ہے اور ہر کام کسی جائز اور معقول سبب کیلئے ہوتا ہے اور یہ کہ باوجود اس کے جب ایک کمزور انسان کمزوری دکھاتا ہے اور اسکے دل میں ندامت اور شرم پیدا ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ کی محبت اور خدا تعالیٰ کا غفران اس کو ڈھانک لیتا ہے تو اس کا دل بیتاب ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف جھک جاتا ہے اور جب ...... دیکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ باوجود خالق اور مالک ہونے کے بندے کے قصوروں کو معاف کرتا اور اسکی غلطیوں سے درگذر کرتا اور اسکی ترقی کے سامان پیدا کرتا چلا جاتا ہے اور اسکی سزا دینے اور ذلیل کرنے کیلئے نہیں ہوتی بلکہ وہ بندے کی اصلاح اور ترقی کیلئے ہوتی ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کا خدا اُس کی توبہ کے قبول کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے وہ اسکے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے اور توبہ اور ندامت کے بعد گناہوں کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ باوجود عظیم الشان ہونے کے اور نہایت ہی بالا ہستی ہونے کے وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور انسان کے دل میں اس سے ملنے کا جتنا شوق ہے اس سے کہیں بڑھ کر خدا تعالیٰ کو اس سے ملنے کا شوق ہے تو انسان کا دل محبت اور پیار سے بھر جاتا ہے اور وہ بے اختیار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اس سے بھی زیادہ شوق سے جس شوق سے ایک بچہ اپنی ماں کی طرف جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایسے انسان کی طرف محبت سے جھکتا ہے اس ماں کی محبت کی نسبت سے بھی زیادہ شدید محبت سے جو اپنے روتے ہوئے بچے کی طرف بھاگتی ہے۔" (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۳۱۱-۳۱۲)

عربی منظوم کلام

يَا قَلْبِيَ اذْكُرْ أَحْمَدَا عَيْنَ الْهُدٰى مُفْنِي الْعِدَا

اے میرے دل! احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر جو ہدایت کا سرچشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنے والا

بَرًّا كَرِيمًا مُحْسِنًا بَحْرَ الْعَطَايَا وَالْجَدَا

نیک، کریم، محسن، بخششوں اور سخاوت کا سمندر ہے

بَدْرٌ مُنِيرٌ زَاهِرٌ فِي كُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا

وہ چودھویں کا نورانی روشن چاند ہے۔ وہ ہر وصف میں تعریف کیا گیا ہے

إِحْسَانُهُ يُصْبِي الْقُلُوبَ وَحُسْنُهُ يُرْوِي الصَّدَا

اس کا احسان دلوں کو موہ لیتا ہے اور اس کا حسن پیاس کو بجھا دیتا ہے

اُطْلُبْ نَظِيرَ كَمَالِهِ فَسَتَنْدَمَنَّ مُلَدَّدَا

تو اس کے کمال کی نظیر تلاش کر۔ سو تو (اس میں) یقیناً حیران ہو کر شرمندہ ہوگا

مَا إِنْ رَأَيْنَا مِثْلَهُ لِلنَّائِمِينَ مُسَهِّدَا

ہم نے اس کی مانند سوتوں کو جگانے والا کوئی نہیں دیکھا

نُورٌ مِّنَ اللّٰهِ الَّذِي أَحْيَى الْعُلُومَ تَجَدُّدَا

وہ اللہ کا نور ہے جس نے علوم کو نئے سرے سے زندہ کر دیا

اَلْمُصْطَفٰى وَالْمُجْتَبٰى وَالْمُقْتَدَا وَالْمُجْتَدَا

وہ برگزیدہ ہے، چنا ہوا ہے، اس کی پیروی کی جاتی ہے، اس سے فیض طلب کیا جاتا ہے

(القصائد الاحمدیہ صـ ۳۰)